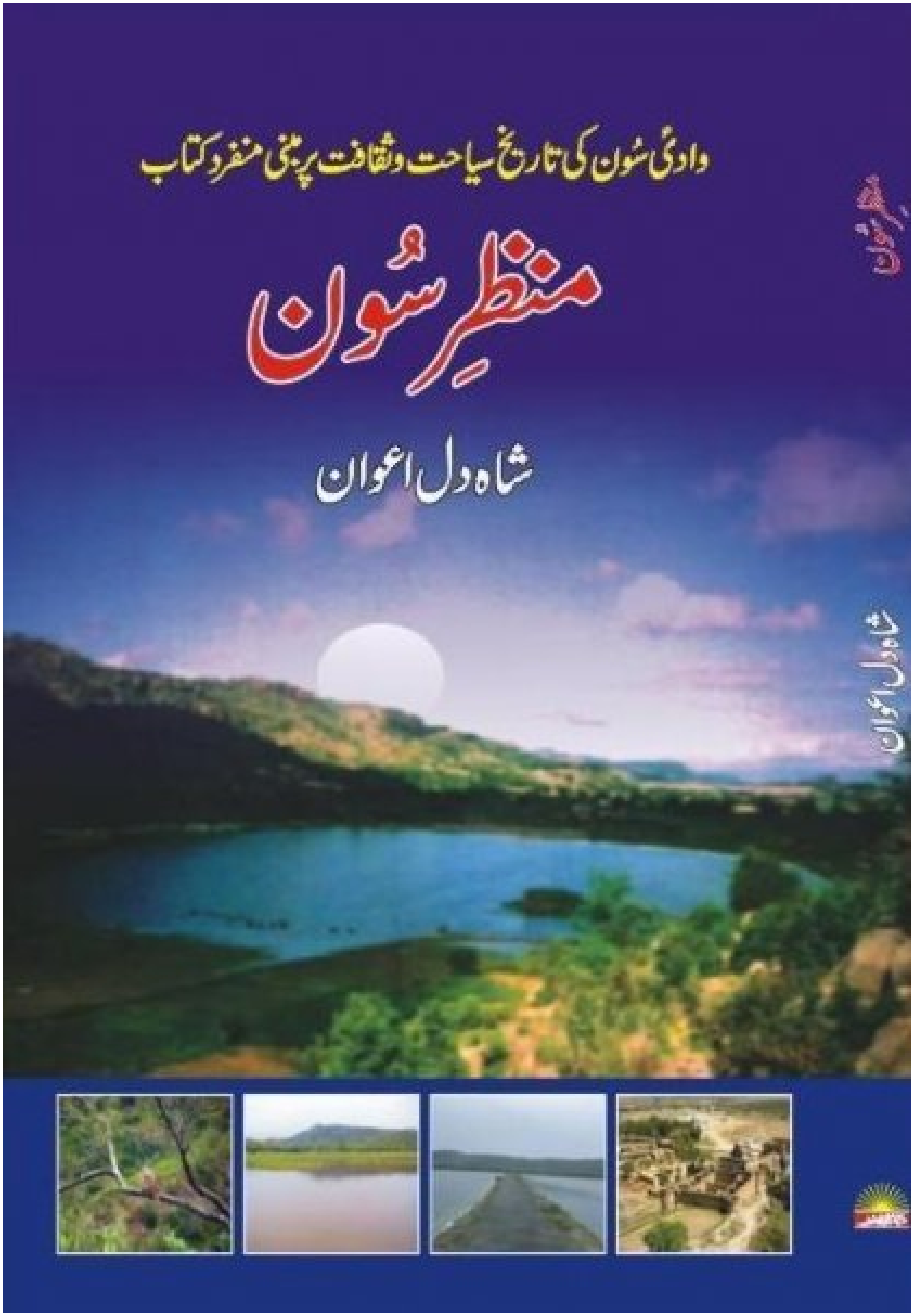
وادیٔ سون کی تاریخ سیاحت و ثقافت پر مبنی منفرد کتاب
منظرِ سون
شاہ دل اعوان
منظرِ سون
شاہ دل اعوان

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے

منظر سوُن

شاہ دل اعوان

www.Awans.com.pk

ترکا فاؤنڈیشن اینڈ بک ڈپو

35 شمالی سرگودھا پاکستان 048-6015043

شاہ دل نے وادی سون کے سفرنامہ میں جس طرح وادی کے لوگوں کے حالات زندگی، تاریخ اور ثقافت کو پیش کیا وہ قابل تعریف ہے، رنگین تصویریں اور خوبصورت مقامات کے ذکر سے وادی میں سیاحت کو فروغ ملے گا۔

ملک شاکر بشیر اعوان

پدھراڑ (وادی سون)

www.Awans.com.pk

منظر سوّن

www.Awans.com.pk

شاہ دل اعوان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: منظر سوُن

مصنف: شاہ دل اعوان

پیشکش: آصف رضا اعوان

کمپوزنگ: ٹرکا کمپوزنگ سنٹر

ڈیزائننگ: رانا محمد شکیل

اشاعت: ۷ فروری ۲۰۰۹ء

ناشر : دارالشعور، 37- مزنگ لاہور

اسٹاکسٹ

الترکا بک ہاؤس ۳۵ شمالی سرگودھا

نذیر بکڈپو مین بازار نوشہرہ وادی سون خوشاب

www.Awans.com.pk

اِنتساب

سلطان العارفین جناب

حضرت سلطان باھوؒ

اور

احمد ندیم قاسمیؒ

کے نام

www.Awans.com.pk

حسن ترتیب

۱	پیش لفظ سید احمد سعید ہمدانی	۸	۱۹	کفری	۵۰
۲	مقدمہ سون سے سپر تک	۱۲	۲۰	مناواں	۵۳
۳	وادی سون	۱۶	۲۱	کوروڑھی	۵۴
۴	عون قطب شاہؒ	۲۱	۲۲	اچھالی	۵۶
۵	منظر سون	۲۳	۲۳	امب شریف	۵۹
۶	زرڑواڑی	۲۵	۲۴	قلعہ امب شریف	۶۳
۷	دادا گولڑہ/چھترو شریف	۲۶	۲۵	چٹہ	۶۵
۸	کھوائی	۲۸	۲۶	کوٹلی/اگالی	۶۷
۹	ہردوسودھی	۲۹	۲۷	اگالہ	۶۸
۱۰	جاہلر	۳۱	۲۸	حضرت سلطان باھوؒ	۷۰
۱۱	سرکی	۳۳	۲۹	احمد ندیم قاسمیؒ	۷۷
۱۲	کھوڑہ	۳۶	۳۰	مردوال	۸۲
۱۳	کلیال	۳۹	۳۱	سکرولی	۸۹
۱۴	حیات المیرؒ	۴۰	۳۲	دھدھڑ	۹۱
۱۵	مصطفےٰ آباد	۴۱	۳۳	کھبیکی	۹۴
۱۶	ڈھاک	۴۲	۳۴	کھٹی باغ	۱۰۰
۱۷	نوشہرہ	۴۳	۳۵	اچھالہ	۱۰۱
۱۸	سبھرال	۴۸	۳۶	سوڈھی جے والی	۱۰۳
۳۷	بھناکر	۱۰۸	۴۸	تلی	۱۲۰
۳۸	احمد آباد	۱۰۹	۴۹	رکھلہ	۱۲۰
۳۹	جھوگیوالہ	۱۱۱	۵۰	وڑچھا	۱۲۱
۴۰	جابہ	۱۱۲	۵۱	چوھا	۱۲۱

www.Awans.com.pk

۴۱	چیل	۱۱۴	۵۲	ڈھوکڑی	۱۲۲
۴۲	پکھر کدھر / بچڑہ کھاریاں	۱۱۵	۵۳	جبی	۱۲۲
۴۳	پچھراڑ	۱۱۶	۵۴	لحو قریہ	۱۲۳
۴۴	کٹھہ	۱۱۹	۵۵	نغر سون	۱۲۴
۴۵	منگوال	۱۱۹	۵۶	راویان	۱۲۵
۴۶	ارازہ	۱۲۰	۵۷	حوالہ جات	۱۲۷
۴۷	ناڑی	۱۲۰	۵۸	شجرہ نسب ترکا	۱۲۸

www.Awans.com.pk

پیش لفظ

میرے علم کے مطابق وادی سون سکیسر (ضلع خوشاب) پر لکھی جانے والی یہ تیسری کتاب ہے۔سب سے پہلے جناب احمد غزالی نے ایک کتاب لکھی جو کچھ انہوں نے دیکھا یا سنا وہ سب اس میں لکھ دیا اس میں تحقیق پر زور نہ تھا بلکہ مشاہدہ اور روایت کو اہمیت دی گئی۔بہرصورت وہ ایک اچھی کتاب ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔دوسری کتاب ملک محمد سرور خان اعوان مرحوم نے لکھی اس میں جہاں انہوں نے اپنا حاصل مشاہدہ پیش کیا،وہاں تاریخ کی طرف گراں قدر اشاروں سے بھی کام لیا۔لوک ورثہ والوں کے تعاون سے یہ کتاب چھپی اور اب بھی شوق سے پڑھی جاری ہے۔

تیسری کتاب ملک شاہ دل اعوان نے منظرسون کے عنوان سے لکھی ہے اس میں مصنف نے وادی سون کے مختلف دیہات اور آبادیوں کا ذکر کیا ہے۔جن لوگوں نے وادی سون کونہیں دیکھا،وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف ایک وسیع و عریض وادی ہے دراصل وادی سون کئی وادیوں کا نام ہے یعنی آپ ایک وادی میں داخل ہوتے ہیں تو آگے ایک درہ سے پرے ایک اور وادی نظر آتی ہے۔اس وادی کو عبور کرتے ہیں تو اگلے درہ سے ایک اور وادی میں داخل ہو جاتے ہیں اس طرح کم وبیش یہاں پانچ دس وادیاں ہیں جن کی اطراف میں کئی گاؤں آباد ہیں جو اپنی اپنی روایات رکھتے ہیں۔۔سون کا اپنا ایک کلچر ہے اور وہ گاؤں کی ان آبادیوں سے ہی متعلق ہے۔

ملک شاہ دل نے ایک دلچسپ پیرایہ اختیار کیا ہے کہ وہ ایک طرف

سے بیان شروع کرتے ہیں اور ایک ایک گاؤں کا ذکر کرتے ہوئے وہاں کے عوام ، معروف افراد یا دلچسپ مقامات پر بھی نظر ڈالتے چلے جاتے ہیں۔اس طرح انہوں نے وادی سون کی شخصیات کا بھی ذکر کر دیا ہے اور مختلف گاؤں کی حکایات و روایات کا بھی۔چنانچہ یہ تعارفی سلسلہ بہت مفید رہا ہے۔

مولف و مصنف نے کہیں کہیں اختصار کو زیادہ ملحوظ رکھا ہے ورنہ وہ قارئین کو زیادہ معلومات بہم پہنچا سکتے تھے۔بہر صورت ان کا کام اپنی نوعیت میں منفرد ہے مجھے امید ہے، یہ کتاب دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائے گی۔

سید احمد سعید ہمدانی

نوشہرہ (وادی سون)

۱۸ نومبر ۲۰۰۸ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

شاہ دل صاحب کا یہ سفر نامہ (منظرِ سون) انتہائی دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت معلوماتی بھی ہے۔ہمارے اکثر اہلِ سنت بھائیوں کو یہ نئی نسل سے شکوہ تھا کہ وہ (نئی نسل) بزرگانِ دین کے بارے میں لاعلم ہیں لیکن الحمداللہ شاہ دل صاحب کی تصنیف کے مطالعے کے بعد یہ سب خیالات دل سے جاتے رہے۔شاہ دل صاحب نے نا صرف کروڑں اہلِ سنت بھائیوں کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا ہے بلکہ اپنے دلچسپ انداز بیان میں بزرگانِ دین کی زندگی کا جو خلاصہ اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے اس نے میرا دل موہ لیا ہے۔خداوندِ کریم سے یہی التجا ہے کہ اللہ عز و جل ہم سب کو ان بزرگانِ کے ملفوظات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

دعا گو

خواجہ فرید مسعود یوسفی تونسوی

محترم شاہ دل اعوان میرے راہبر کی حیثیت رکھتے ہیں عمر اور قابلیت میں وہ مجھ سے بہت بڑے ہیں۔میں اس قابل نہیں کہ ان کی کتاب پر تنقید وتبصرہ لکھوں لیکن ان کی حکم عدولی میرے بس میں نہیں چنانچہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنا موقف بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مصنف نے خود سفر کر کے اور وہاں لوگوں سے مل کر معلومات حاصل کیں۔بزرگان دین کے بارے میں مکمل معلومات اس بات کی گواہ ہیں کہ نوجوان نسل کو بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح بزرگان دین سے لگاؤ ہے۔

مصنف نے پہلی کتابوں کی طرح صرف وادی کی تہذیب اور جانوروں پر کتاب نہیں بلکہ انہوں نے ان شخصیات کا ذکر کیا ہے جنہوں نے وادی کے لئے ترقیاتی کام کیے۔

محمد ابوبکر اقبال

منکیرہ

www.Awans.com.pk

مقدمہ

(سون سے تپہ تک)

وادی سون پاکستان کی قدیم اور خوبصورت وادی ہے جو قدرتی نظاروں کی وجہ سے دنیا بھر میں شہرت رکھتی ہے۔جب سے قلم سنبھالی ہے دوستوں کا اصرار اور وادی سے دلی وابستگی نے کتاب لکھنے پر مجبور کیا۔میری کوشش رہی کہ میں کتاب اور وادی سے انصاف کروں لیکن یہ تو مثل مشہور ہے کہ سب سے مشکل کام انصاف فراہم کرنا ہے پھر بھی امید کرتا ہوں آپ یہ کتاب پڑھ کر مستفید ہونے کے ساتھ ساتھ ضرور سراہیں گے۔

وادی سون پر اس سے قبل کافی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن کو پڑھنے کے بعد خاکسار تو کیا علاقے کی عوام بھی انگشت بدنداں ہونے پر مجبور ہوئی ملک محمد سرور اعوان مرحوم کو چھوڑ کر (جنھوں نے وادی سون سکیسر کے نام سے شاہکار کتاب لکھی ہے) باقی بیشتر حضرات نے اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر وادی کی تاریخ اور ثقافت کو بیان کیا روایات اتنی من گھڑت اور فرضی ہیں جن کا علاقہ میں کوئی وجود نہیں۔

منظر سون لکھنے کا شوق ان مؤرخین کی تصانیف دیکھنے کے بعد اور بھی بڑھ

گیا کیوں کہ بعض کتابیں صرف مصنف بننے کے شوق میں تحریر کی گئیں ان کتب میں وادی سون کے ماضی اور اعوان قوم کی تاریخ پر تو بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر وادی سون کی حقیقی منظر کشی تشنہ طلب ہی رہی۔ان مصنفین کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وادی کی تاریخ اور بالخصوص اعوان قوم کی تاریخ اور شجرہ کو اس حد تک الجھا دیا ہے کہ آنے والے مؤرخین کو اسے سلجھانا جوئے شیرلانے کے مترادف ہے۔محمد سرور مرحوم کی کاوش نہایت اعلیٰ ہے ان کی باتیں ماننے کو جی چاہتا ہے۔

یہاں میرا مقصد کسی پر تنقید کرنا نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ حقیقت میں وادی سون ایک سیاحتی و تاریخی علاقہ ہے سون یا سپہ میں تقسیم کرکے وادی کے ساتھ زیادتی ہوگی کیونکہ یہ جغرافیائی تقسیم ہے جابہ سے سکیسر تک آپ کوئی فرق محسوس نہ کرسکیں گے لیکن بعض کتابوں کو پڑھنے سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ سون کو سپہ سے الگ ظاہر کرکے کم معلومات فراہم کی گئی ہیں حالانکہ سپہ میں موجود بعض مقام اپنی انفرادیت کے لحاظ سے دنیا میں اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔

خیر ہمارا موضوع یہ نہیں ہم نے کوشش کی ہے کہ وادی سون کے بائیس سپہ کے گیارہ جبکہ ونہار کے دو گاؤں کے علاوہ دامنِ کوہ کے علاقوں پر بھی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

www.Awans.com.pk

ہم نے کوشش کی ہے کہ کتاب کو محض ضیغم بنانے کے لئے بھرتی سے کام نہ لیا جائے بلکہ جس چیز سے وادی یا وادی سے باہر کے قارئین کچھ معلومات حاصل کرسکیں ایسی باتیں شامل کی ہیں۔

یہ کتاب لکھتے وقت ہمارے پیش نظر وہ لوگ رہے جو وادی میں آ کر کوئی گائیڈ چاہتے ہوں کیوں کہ یہاں پیشہ ور گائیڈوں کا رواج نہیں البتہ اس کتاب کی مدد سے سیاح اس مشکل سے نجات حاصل کر سکتے ہیں باقی جو کمی رہ گئی ہو وہ یہاں کے لوگ پوری کر دیں گے کیونکہ وادی کے لوگ انتہائی ملنسار، خوش گفتار اور نیک دل مہمان نواز ہیں جس کا بخوبی اندازہ وادی کی سیر کے دوران ہوا۔

زیر نظر کتاب میں ہم نے کوشش کی ہے کہ وادی میں خوبصورت تاریخی مقامات، سیرگاہیں اور کچھ پُراسرار غاروں کے متعلق معلومات دی گئی ہیں۔ یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ اولیاء اللہ کا ذکر کچھ زیادہ کیا یہ وادی کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں اللہ پاک نے اولیاء بھیجے۔ سلطان العارفینؒ، پانچ سلطانؒ، حیات المیرؒ، جدِ اعوانؒ اور لاتعداد بزرگ شامل ہیں۔ وادی سون اہلِ عقیدت کے لیے جنت ہے۔

میں ان تمام دوستوں بشمول سید احمد سعید ہمدانی، محمد اقبال کورائی اور ملک جاوید اقبال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے راہنمائی فرمائی اور کتاب کی

اشاعت میں بھرپور مدد کی۔

ہمارے اس سفر میں جو ہم نے وادی کے طول و عرض میں کیا بہت سی چیزیں مشاہدہ میں آئیں کہ حقیقت میں اتنی خوبصورت جگہاؤں کا کہیں سرسری سا ذکر بھی نہیں۔

حرفِ آخر کہ یہ وادی پر آخری کتاب نہیں آپ کی رائے میں ایسا کیا ہونا چاہیے جو اس کتاب میں نہیں، کونسا ایسا مقام جس کا ہم ذکر نہ کر سکے اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ کسی قسم کی غلطی رہ گئی ہو تو معذرت، ہمیں آپ کی آرا کا انتظار رہے گا۔

شاہ دل اعوان
0300-8608035

www.Awans.com.pk

وادی سوُن

وجہ تسمیہ:

وادی سون کے نام کے حوالے سے متعدد روایتیں ہیں جن میں سے ملک سرور اعوان کی تحقیق کے مطابق "سون" کے لفظ سنسکرت میں سوھن یعنی خوبصورت کے ہیں بعد میں تلفظ سون کی شکل اختیار کر گیا۔

ایک اور محقق احمد غزالی نے بھی کچھ اسی طرح کی بات کی ہے البتہ محمد حسین قریشی کے بقول وادی سون میں ملک نجو کی اولاد آباد ہے جس سے وادی سون کا نام اسی مناسبت سے مشہور ہوا۔ پہلی روایت زیادہ مناسب لگتی ہے اسی لئے ہماری رائے میں وادی سون کی وجہ تسمیہ "سوھن" ہے۔

رقبہ :

وادی سون کا مجموعی رقبہ دس ہزار ایکڑ جبکہ قابل کاشت تین ہزار ایکڑ بنجر یا نا قابل کاشت رقبہ سات ہزار ایکڑ ہے۔

حدود اربعہ:

وادی سون کے مشرق میں جہلم چکوال کے کچھ علاقے شمال میں تلہ گنگ مغرب میں میانوالی جبکہ جنوب میں نور پور تھل کا علاقہ ہے۔

زمینیں اور پہاڑ:

وادی سون کی مٹی زیادہ تر بھربھری ہے اور یہاں کے پہاڑ ریتلی چٹانوں اور چونے کے پتھر پر مشتمل ہے یہاں کی زراعت کا دارومدار برسات پر ہے۔ ڈھلوانی کھیت عام ہیں پہاڑ اور پتھروں کی مختلف قسمیں جن میں چونے کا

www.Awans.com.pk

پتھر، پیلے رنگ کے پتھر،سفید پتھر،سنگ مرمر وغیرہ شامل ہیں۔ وادی سون کے پہاڑوں سے نمک، گندھک، کوئلہ،بجری کا پتھر موجود ہے۔

موسم:

یوں تو یہاں بھی چاروں موسم پائے جاتے ہیں البتہ دو موسم برائے نام ہی ہیں۔ یہاں مارچ سے اکتوبر تک موسم انتہائی خوشگوار رہتا ہے اور یہی وہ موسم ہے جب وادی سون میں سیر و سیاحت کا مزہ دو بالا ہوتا ہے۔سردیوں میں شدید سردی پڑتی ہے یہاں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے چلا جاتا ہے ژالہ باری اور بارشیں ہونے سے سردی شدید تر ہو جاتی ہے۔وادی سون میں سیر کیلئے انتہائی موزوں مہینے مارچ ،اپریل ،جولائی ،اگست اور ستمبر ہیں۔وادی میں برسات کا موسم انتہائی پر لطف ہوتا ہے جب پہاڑوں سے بہتے نالوں کا شور ایک خوبصورت سماں پیش کرتا ہے۔پھولوں اور سبزے میں ایک تروتازگی آجاتی ہے اورگرمی کے موسم میں سرد ہوائیں جاڑے کا احساس دلاتی ہیں۔

برسات کا مزہ ایسی صورت میں اور بھی بڑھ جاتا ہے جب آپ کسی جھیل کے کنارے یا کسی پہاڑی پر ہوں وہاں سے وادی سون کے طول وعرض میں پھیلے ہرے بھرے کھیت جنت کا سماں پیش کرتے ہیں۔یہاں کا موسم انتہائی دلفریب ہے۔ ذرہ سے بادل بنے اور پل میں برس کے آسماں صاف ہو جاتا ہے البتہ سردیوں میں بارش کئی کئی روز تک جاری رہتی ہے۔

زرعی پیداوار:

وادی سون باقی بارانی علاقوں کی نسبت زیادہ بہتر زرعی پیداوار کا علاقہ ہے۔ یہاں دونوں موسموں کی فصلیں جبکہ پھلوں میں بادام،آڑو،انگور،سیب

، ناشپاتی، کینو، لوکاٹ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

ربیع کی فصلوں میں گندم، سرسوں، چنا کاشت کئے جاتے ہیں انہیں ہاڑیاں کہتے ہیں۔

خریف فصلوں میں جوار، باجرہ، مکئی، مونگ، ماش وغیرہ شامل ہیں انہیں ساونیاں کہتے ہیں۔

گرمئی سبزیوں میں کدو، بھنڈی، کریلا، بینگن، گوبھی، ٹینڈا، کھیرا، مرچ، ٹماٹر زیادہ اہم ہیں۔ یہاں واضح کردوں وادی سون کی اگیتی گرمئی گوبھی ملک کے طول وعرض میں بھیجی جاتی ہے جس سے وادی میں خوشحالی کی لہر آئی ہے راقم جب اگست کے اوائل میں وادی میں پھر رہا تھا ہر طرف لوگ گوبھی کی فصلوں میں ایسے نظر آتے جیسے بہار میں کسی گلشن میں پھول کھلے ہوں۔ سرِ شام ٹرکوں پر اپنی اجناس لاد کر منزل کو روانہ ہوتے ہوئے وادی کے محنتی نوجوانوں کے چہروں پر روایتی طمانیت نظر آتی۔

سرمئی سبزیوں میں شلجم، مولی، گاجر، پیاز، لہسن، دھنیا، میتھی، پالک وغیرہ کی کاشت عام ہے۔

یہاں زعفران کی کاشت بھی کامیاب رہی اب زعفران سے کافی منافع کمایا جاتا ہے۔

راقم کی رائے میں وادی سون کے کافی علاقے ڈھلوانی پہاڑوں پر مشتمل ہیں یہاں چائے کی کاشت ہوسکتی ہے۔ وادی سون چائے کی فصل کے لئے موزوں ترین علاقہ ہے کیونکہ یہاں کی زمین مانسہرہ کی طرح ہے وہاں چائے کی باقاعدہ کاشت کا آغاز ہو چکا ہے۔ ترقی پسند کاشتکار اور محکمہ زراعت اس سلسلے

میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مجراات (FOSSILS):

وادی سون کے متعلق وثوق سے کچھ کہنا تو شاید ممکن نہیں البتہ وادی سے ملنے والے مجراات سے اس کی عمر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے وادی کے کئی مقامات سے مختلف انسانی ڈھانچے ،جانوروں کے ڈھانچے اور کئی ایک گھریلو ضروریات زندگی کی اشیاء ملی ہیں۔کھبئی کے قریب ڈھانچے ملے ہیں مردوال سے مختلف جانوروں کے ڈھانچے،قدیم طرز رہائش ،سامانِ حرب،گھریلو ضروریات کی چیزیں اور سکے ملے ہیں۔محققین کی رائے میں پوٹھوہار اور وادی سون کا زمانہ ملتا جلتا ہے۔آریہ بدھ مت کے زمانے کی جنگوں میں بعض واقعات ثابت کرتے ہیں مثلاً رگ وید میں شرنجے بادشاہ نے سرشوں اور وڑچی ونتوں کے خلاف جنگ لڑی وڑچی ونتو جہلم اور سندھ کے درمیان آباد تھے۔وادی سون کے مہاڑی گاؤں وڑچھا کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ وہی گاؤں ہے جہاں جنگ لڑی گئی اس جنگ کا زمانہ ساڑھے پانچ سو قبل مسیح کا ہے۔محققین نے تہہ دار چٹانوں سے عمر پچاس ملین سال شمار کی ہے۔ پاکستان میں سب سے پرانی تہہ دار چٹانیں کوہِ نمک سے کوئلہ کی کانیں ہیں جن کی عمر ساٹھ ملین سال جبکہ چونے کے پتھر والی چٹانیں چالیس ملین سال پرانی ہیں۔

روایت ہے کہ کبھی کوہِ نمک (TEETHS) سمندر کا حصہ تھا جو رفتہ رفتہ خشک ہوتا گیا ۔سکندر اعظم کے حوالے سے کئی ایک روایتیں موجود ہیں یہاں سے سکندر اعظم کے زمانے کے سکے ملے ہیں۔سکندر اعظم ۳۲۶ قبل مسیح میں ٹیکسلا وارد ہوا سکندر اعظم کی فوجی چھاؤنی کے حوالے سے سید نور علی ضامن نے

www.Awans.com.pk

اپنی کتاب تذکرہ سکندرِ اعظم اور پٹھان میں کوہِ نمک اور یونان کی اوسط بلندی کو جواز بتایا ہے۔

www.Awams.com.pk

عون قطب شاہؒ

اعوان قوم کا جد امجد حضرت عون قطب شاہؒ ایک نہایت درویش، صوفی، دلیر مجاھد انسان تھے۔آپ کی تاریخ پیدائش کے متعلق وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے، البتہ آپ ۵۲۵ھ میں تبلیغ اسلام بسلسلہ قادریہ بحکم جناب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہندوستان وارد ہوئے۔

تاریخ دانوں نے جد اعوان کے متعلق غیر مستند حوالوں سے شجرہ اعوان کو داغدار کیا۔جس میں اعوان قوم کا شجرہ نسب حضرت عباسؓ کے بجائے حضرت محمد بن حنیفہؓ سے ملانے کی کوشش کی گئی اس سلسلے میں عرض کرتا چلوں کروڑوں اعوانوں کے شجرہ میں تبدیلی کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اس سلسلے میں کافی تحقیق کی گئی حقیقت میں مقصد فقط شہرت حاصل کرنا تھا۔شجرہ اعوان کے حوالے سے ملک محمد سرور اعوان نے اپنی کتاب وادی سون سکیسر میں صفحہ ۱۱۶تا۱۲۰ پر حرف آخر کے عنوان سے بالتفصیل جواب دیا ہے جس کی مکمل تفصیل تو ممکن نہیں البتہ یہ بتانا مقصود ہے کہ عون قطب شاہؒ حضرت عباسؓ کی اولاد سے ہیں اور لفظ اعوان بھی سلطان محمود غزنوی کا عطا کردہ نہیں ہے۔

عون قطب شاہؒ کی ہندوستان آمد کے ساتھ ہی پہلا معرکہ دھن کوٹ کہلایا بھنگ خیل نزد کالا باغ سے ہوا۔عون قطب شاہؒ کامیاب ہوئے مخالف نے اسلام قبول کیا بعد میں سکیسر راجگان کو زیر کیا اور گجرات تک چلے گئے۔واپسی پر تلہ گنگ کے مقام پر اعوان محل تیار کیا اس کا تذکرہ آئینہ اکبری میں موجود ہے۔علاقہ پکھو دھن پنڈی وغیرہ سے کافی راجگان بھگوڑے ہو کر سکیسر آئے عون قطب شاہؒ ان کی سرکوبی کے لئے وارد ہوئے علاقہ کو مطیع کیا جنوب میں

www.Awans.com.pk

خانقاہ ڈوگراں تک چلے گئے، اس کے بعد خاندان کے ہمراہ بغداد عازم سفر ہوئے۔عون قطب شاہؒ نے ۵۵۶ھ میں وفات پائی آپ کا مزار کاظمین شریف کے قبرستان میں غوث پاکؒ کے پاؤں کی جانب ہے۔

شجرہ نسب عون قطب شاہؒ

عون قطب شاہؒ بن قاسم علیؒ باللہ بن حضرت حمزہ علویؒ بن حضرت طیار علویؒ بن قاسم علویؒ بن علی علویؒ بن حضرت جعفر علویؒ بن حضرت حمزہؒ اول بن حضرت حسنؒ بن حضرت عبداللہؒ بن حضرت عباسؓ بن شاہ علیؓ شیر خدا۔

www.Awais.com.pk

وادی سون سکیسر پاکستان کی چند حسین ترین وادیوں میں سے ایک ہے یہ قدرتی حسن سے مالا مال ہے یہاں قدم قدم پر قدرت مختلف رنگوں میں جلوہ افروز ہوتی نظر آتی ہے۔

کہیں خوبصورت سرسبز پہاڑی چوٹیاں ہیں تو کہیں حسین لہلہاتے ہرے بھرے کھیت ،قدرتی جھیلیں ،آبشاریں ،چشمے ،آثارِقدیمہ جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہاں کوئی قوم آباد تھی جو کسی ناگہانی آفت سے تباہ ہوئی ،سب سے خاص چیز جو آپ کو پہلی نظر میں متوجہ کرتی ہے۔ وہ یہاں کی آب وہوا ہے جو گرمیوں میں انتہائی پر لطف ہو جاتی ہے۔پنجاب کے گرم میدانوں اور صحراؤں کے بعد وادی سون وہ پہلا صحت افزا علاقہ ہے جہاں کا موسم کسی طرح بھی سوات، مانسہرہ، چترال سے مختلف نہیں۔

وادی سون خوشاب سے کوئی بیس کلومیٹر شمال مغرب میں کوہ نمک کے پہاڑوں میں ہے۔وادی سون کو تین بڑی شاہرائیں ملک کے باقی علاقوں سے ملاتی ہیں۔

خوشاب سے براستہ خالق آباد نورے والا کھوائی ----عام طور پر جنوب مشرقی پنجاب سے آنے والے لوگوں کیلئے بہتر ہے۔

دوسری شاہراہ خوشاب چکوال روڈ ہے جو پیل کے قریب تلہ گنگ کو جاتی ہے یہاں سے شمالی پنجاب سے آنے والے سیاح براستہ جابہ وادی سون میں آ سکتے ہیں۔

جابہ کے مقام پر ایک اور سڑک جو تلہ گنگ کو جاتی ہے وادی سون کو سرحد سے ملاتی ہے،اس کے علاوہ ایک شاہراہ قائدآباد سے سکیسر کو آتی ہے جسے انتہائی کم استعمال میں لایا جاتا ہے۔

وادی سون کا جائزہ دیہاتوں کے لحاظ سے کیا ۔وادی سون کے شہروں کی

ترتیب انگریزی کے لفظ x کی طرح ہے ہم نے مشرق سے آغاز کیا یعنی خوشاب سے براستہ کھوائی وادی سون کے لئے رختِ سفر باندھا۔

خوشاب سے بیس کلومیٹر کی مسافت پر خالق آباد آتا ہے یہ کافی بڑا گاؤں ہے یہاں سے آگے نورے والا وادی سون کا پہلا درہ ہے جہاں سے آگے وہ خوبصورت پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ دامنِ کوہ خوبصورت پولیس بلڈنگ تعمیر کی گئی ہے اس سے تھوڑا آگے درہ آتا ہے جس پر انگریزی میں لکھی گئی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اس سڑک کی تعمیر ۱۹۲۸ء میں ہوئی۔ یہ سڑک ملک شیر باز ایڈووکیٹ کی کوششوں سے بنی جنہوں نے ڈسٹرکٹ بورڈ شاہ پور کو تجویز پیش کی۔ ایک اور روایت میں کہا جاتا ہے جنگ عظیم کے دوران انگریزوں کے خلاف ایک تحریک چلی موضع کھوڑہ اور مردوال کے جوانوں نے انگریز انتظامیہ کو ہلا کے رکھ دیا چنانچہ انگریزوں نے کمک کی تیز ترین رسائی کے لئے سڑک تعمیر کی۔

پہاڑی سفر جہاں پرلطف ہوتا ہے وہاں پرخطر بھی اور بالخصوص جب آپ وادی سون کے پہاڑوں پر سفر کر رہے ہوں۔ میں نے سکردو، دیوسائی کے پہاڑوں پر سفر کیا ہے لیکن جتنی پرخطر وادی سون سکیسر کی پہاڑیاں ہیں شاید ہی کوئی ان کا ثانی رکھتی ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم زواڑی پہنچے۔

www.Awans.com.pk

نرواڑی پہاڑ کے وسط میں ایک خوبصورت باغ نما جگہ ہے جہاں پر مختلف قسم کے پھلدار اور پھولدار پودے لگے ہوئے ہیں۔ یہ سرسبز جگہ ایک چشمہ سے سیراب ہوتی ہے ۔یہاں ایک خوبصورت مسجد اور چند ایک چائے کے اسٹال ہیں۔یہاں سے دامنِ کوہ اور خوشاب کا خوبصورت نظارہ کیا جا سکتا ہے آرام کی غرض سے تھوڑی دیر باغ میں چہل قدمی کی پھر اپنے سفر کو نکلے تھوڑی دور دائیں ہاتھ راستہ بابا کچھی والا فقیرؒ کا دربار شریف ہے عقیدت مند حضرات حاضری کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں تقریباً نصف گھنٹے کی چڑھائی کے بعد تاریخی مقام دادا گولڑہ آتا ہے۔

www.Awans.com.pk

تاریخی اعتبار سے انگہ اور دھدھڑ کے بعد اگر وادی سون میں کوئی جگہ اہمیت کی حامل ہے تو وہ "دادا گولڑہ" ہے۔ دادا گولڑہ ایک چورے اور ملحقہ ایک مسجد پر مشتمل ایک جگہ کا نام ہے جہاں سے وادی میں سڑک داخل ہو جاتی ہے۔

ایک روایت کے مطابق جب جدِ اعوان حضرت عبداللہؒ المعروف گولڑہ کو خانقاہ ڈوگراں کے نزدیک شہید کیا گیا تو یہاں ان کی جسد خاکی امانتاً رکھی گئی یا دفن کیا گیا۔ اس کی مدت کیا تھی یہ واضح نہیں ہے البتہ یہاں سے حضرت عبداللہؒ کی میت بغداد شریف پہنچائی گئی جہاں کاظمین شریف کے قبرستان میں غوث پاکؒ کے پاؤں کی جانب مزار شریف ہے۔جب ان کی وادی میں آمد ہوئی تو اس جمیعت کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی جو ان کے ہمراہ تھی۔ انہوں نے نومسلم کھوکھر کے گھر شادی کی۔ وادی میں چھ ماہ رہے وہاں سے خانقاہ ڈوگراں چلے گئے وہاں اولادیں ہوئیں اسے خانقاہ علوین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہاں تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور بہت سے غیر مسلم مسلمان ہوئے۔ ان کی وفات کے متعلق بھی تضاد پایا جاتا ہے البتہ دادا گولڑہ کے مقام پر عالی شان مسجد کے اندر ایک کتبے پر ان کی وفات ۶۰۰ھ اور پیدائش ۴۷۱ھ ہے جس کے مطابق عمر مبارک ۱۲۸ سال بنتی ہے۔ان کی پیدائش ماہ رجب شب جمعہ شریف ۱۰۲۳ء بغداد شریف میں ہوئی۔ مدفن مقبرہ دین بغداد اور ایام حکومت بغداد خلیفہ ناصرالدین اللہ تحریر ہے۔ یہاں دادا گولڑہ کے مقام پر مسجد کی تعمیر غلام مرشد قادریؒ کی اجازت سے ملک فتح محمد اعوان آف کھوڑہ نے شروع کی۔

دادا گولڑہ سے ایک سڑک بائیں جانب چھچھ شریف کو نکل جاتی ہے جبکہ ایک سڑک نیچے کھوائی کو جاتی ہے۔ کھوائی جا کر سڑک مزید دو حصوں میں بٹ

جاتی ہے ایک سڑک بائیں ہاتھ سرکی، ہردوسودھی اور جابلر اور دوسری کھوائی اور کھوڑہ یعنی وسطی سون کی جانب نکلتی ہے۔

چھچھو شریف:

داوا گوڑہ کے مقام پر ایک سڑک بائیں ہاتھ مڑتی ہے جو چھچھو شریف کو جاتی ہے وہاں سے چھچھو شریف سات کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ چھچھو شریف ۱۷۸۰ میں آباد ہوا۔ یہ چھوٹا سا گاؤں اولیاء اللہ کی آماجگاہ ہے۔ کوہستانی زبان میں چھچھو بارشی پانی کے تالاب کو کہتے ہیں علاقہ کے مشہور بزرگ حضرت میاں فتح محمدؒ نے پہلے پہل قیام کے دوران اپنی ضرورت کے لئے یہاں ایک تالاب بنایا جس کی وجہ سے بستی کا نام چھچھو شریف پڑ گیا۔

خانقاہِ چھچھو شریف:

چھچھو شریف کا دوسرا اہم مقام خانقاہ چھچھو شریف ہے جو ایک کلومیٹر کی مسافت پر ہے بتایا جاتا ہے کہ یہاں ایک صحابی عورتؓ کا مزار ہے یہ خانقاہ وادی کا قدیم ترین مقام ہے۔

یہاں پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے تین پوتوں کے مزارات کے علاوہ میاں علاوالدینؒ، قاضی سلطان محمود ناڑویؒ، قاضی امیر عبداللہؒ، میاں مقبول الدینؒ اور حضرت مولانا سید امیر اجمیریؒ کے مزارات ہیں۔

کٹھوائی

کٹھوائی وادی سون کا نہایت خوبصورت چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں کی آبادی کوئی تین ہزار نفوس پر مشتمل ہو گی اس کا زیادہ رقبہ پہاڑی ہے۔ یہاں

www.Awans.com.pk

ایک ریسٹ ہاؤس ہے جو اب ایک یادگار کے طور پر رہ گیا ہے یہ ۱۸۶۶ء میں صاحب بہادر کپتان ڈیوس ڈپٹی کمشنر تیکوی نے تعمیر کرایا۔

کھوائی کے قریب ایک مشہور چٹان بھی موجود ہے جسے مارم دیو آلی ڈلبہ کہتے ہیں۔

کھوائی کے قریب ایک قدیم وان موجود ہے جسے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے کھدائی کروا کے از سرِ نو تعمیر کرایا جہاں آجکل زعفران کی کاشت کی جاتی ہے۔

کھوائی چوک پر چائے وغیرہ کے اسٹال اور مقامی طرز کے ہوٹل ہیں جہاں پر ہلکی ریفریشمنٹ اور ڈھلوانی پہاڑوں کا دلفریب نظارہ کر سکتے ہیں۔

کھوائی کا پہاڑی سلسلہ انتہائی سرسبز اور چھوٹے چھوٹے کھیت دیکھ کر آنکھوں کو ایک راحت سی محسوس ہوتی ہے۔یہاں کے لوگوں کا زیادہ تر ذریعہ معاش گلہ بانی ہے یہاں وسیع چراگاہیں موجود ہیں پہاڑوں پر چرتے مال مویشی انتہائی بھلے لگتے ہیں ۔

کھوائی میں کوئلہ کے وسیع ذخائر موجود ہیں مگر بدقسمتی سے پچھلے کئی سالوں سے یہاں کانکنی نہ ہونے سے ملک ایندھن کے سستے ذریعے سے محروم ہے۔

www.Awans.com.pk

ہر دوسودھی

کوئی تین چار کلومیٹر کی مسافت کے بعد بائیں ہاتھ ہر دوسودھی گاؤں آتا ہے۔سودھی زیریں اور بالا کے ناموں سے مشہور ہے۔چار ہزار نفوس پر مشتمل یہ خوبصورت گاؤں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

ہر دوسودھی کے شمال مشرق میں ایک عمارت اور پرانا کنواں ہے جہاں کافی کھنڈرات موجود ہیں۔کوٹ کے مقام پر تاحال دیواریں موجود ہیں۔سودھیاں میں آثار قدیمہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن ہماری بدقسمتی اور محکمہ آثار قدیمہ کی لاپرواہی نے ہمیں قیمتی اثاثوں سے محروم کر دیا ہے۔

قدرتی مناظر کی دولت سے مالا مال ہر دو سودھی میں معمولی پیمانے پر زراعت بھی کی جاتی ہے ہری بھری فصلیں،سرسبز پہاڑ اور شام کے وقت ہر دو سودھی کی سیر شاید ہی ایسا مسحور کن احساس کہیں اور سے مل پائے۔

میجر (ر) احمد نواز:

ہر دوسودھی میں میجر(ر) احمد نواز مرحوم کا نام آج بھی احترام سے لیا جاتا ہے مرحوم کی ہر دو سودھی کے لیے لاتعداد خدمات ہیں انہوں نے دورانِ ملازمت وادی کے جوانوں کو ملازمتیں دلوائیں ان کا وادی کے لوگوں پر احسان ہے کہ انہوں نے ذاتی کوششوں سے کھوائی سے اوچھالی اور نوشہرہ سے اوچھالی سڑک کی تعمیر میں مرکزی کردار ادا کیا اس کے علاوہ رفاہی کاموں میں وہ بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے تھے۔

حبیب نواز ثاقبؔ:

معروف ادبی وصحافتی ہستی حبیب نواز ثاقبؔ صاحب کا تعلق بھی اسی گاؤں سے ہے۔حبیب نواز ثاقبؔ شاعری میں کئی کتابیں شائع کر چکے ہیں ان میں 'بُردرجاناں' اور 'سانول تم سنگیت' وغیرہ شامل ہیں۔ایک مدت تک پاکستان ٹیلیویژن سے منسلک رہے۔آپ انتہائی ملنسار،مہمان نواز اور اپنے والد ملک احمد نواز مرحوم کی طرح فلاحی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔

سودھی بالا سے ایک سڑک آگے سرکی اور جابلر کو نکلتی ہے جو تین کلومیٹر کی مسافت کے بعد دوحصوں میں بٹ جاتی ہے دائیں ہاتھ سرکی اور وہاں سے بائیں ہاتھ کی سڑک جابلر کو نکلتی ہے۔

www.Awans.com.pk

جابلر

کوئی سات کلومیٹر کی مسافت کے بعد ایک خطرناک ڈھلوان کے ساتھ وہ روح پرور نظارہ نظر آتا ہے جس میں پہاڑ کے ساتھ ساتھ جابلر کا خوبصورت گاؤں ہے۔ جابلر کی آبادی لگ بھگ چار ہزار نفوس پر مشتمل ہے یہاں لڑکوں کا مڈل سکول اور لڑکیوں کا پرائمری سکول ہے۔یہاں بچیوں کو درسِ قرآن پاک اور حدیث شریف کی تعلیم کے لئے بنتِ ملک محمد نواز نے مدرسہ قائم کیا ہے اور اس دور دراز پہاڑی علاقے میں اسلامی تعلیم کی کمی کو پورا کرنے میں اپنا فرض خوب نبھا رہی ہیں۔ موصوفہ عالمہ فاضلہ کی سند رکھتی ہیں۔یہاں ایک بنیادی طبی مرکز بھی ہے جابلر ایک دور دراز علاقے کا گاؤں ہے ۔جہاں ملک جعفر داخلی چکی آباد ہوئے اور شاید یہ علاقے کا واحد گاؤں ہے جہاں کمیان دہ کو برابر زمینوں میں مالکانہ حقوق دیئے۔یہ گاؤں بنیادی طور پر اپنی بے پناہ خوبصورتی کی وجہ سے دنیا بھر میں شہرت رکھتا ہے۔

جھیل جابلر:

گاؤں میں داخل ہوتے ہی جو چیز سب سے زیادہ پرکشش لگتی ہے وہ یہاں کی جھیل ہے جو شہر سے دو کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔سرورق کی تصویر سمیت ہم نے کوشش کی ہے جھیل اور وادی کی حقیقی منظر کشی کی جا سکے۔یہاں جھیل کو دیکھنے کے بعد ایک سحر طاری ہونا ایک فطری سی بات ہے۔میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے ایک کشش جھیل سیف الملوک میں دیکھی ہوگی۔

سدپارہ، شنگریلہ، کرومبر کی دلکشی اپنی جگہ لیکن اس قدرے خشک علاقے میں اس قسم کی جھیل بہ نفسِ نفیس دیکھنے کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ درمیانے قطر کی جھیل اوچھالی اور کھبیکی سے قدرے مختلف ہے۔ نقل مکانی کر کے آنے والی مرغابیاں اور دوسرے آبی پرندے جھیل کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔

یہاں سے تھوڑی دور گھرکو والہ چشمہ اور چھلاچھ والہ چشمہ ہے۔ ایک چشمہ چکی والے رستے کے قریبی جنگل میں واقع ہے۔

اولیاء اللہ:

وادی سون کا روحانی مرکز انگہ ہے جہاں سے اولیاء اللہ تبلیغ حق کے لئے مختلف قصبوں شہروں میں نکلے ان اولیاء اللہ میں سے ایک پیر مبارک شاہؒ جاہلر تشریف لائے یہاں اسلام کی کرنوں سے لوگوں کے دلوں کو منور کرتے رہے۔ یہاں ان کا مزار مبارک ہے۔

جھیل سے ملحقہ پہاڑی کے ساتھ قدیم قبرستان ہے جسے ڈھوک گنگا چاتا نگ شاہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے یہاں پہ آپ کے مزار کے علاوہ کئی ایک مزارات ہیں جن میں فقیر ملے والاؒ، فقیر میاں بڈھاؒ، رحمت شاہؒ، فقیر سڈیاں والاؒ، شیخ داؤدؒ، اور شیخ پٹھانؒ شامل ہیں۔

یہاں سے ہم نے واپسی کی راہ لی اور دشوار گزار سڑک سے ہوتے ہوئے پیر حفیظ ماہیؒ کے گاؤں سُرکی پہنچے۔

www.Awans.com.pk

سُرکی

سُرکی وادی سون کا کافی بڑا اور خوبصورت گاؤں ہے سُرکی دو حوالوں سے زیادہ مشہور ہے ایک تو عظیم ہستی حضرت میاں حفیظ ماہیؒ اور دوسری ان کی کرامت پرنالہ۔ سُرکی جانے کے لئے دو راستے ہیں ۔براہ راست خوشاب سے سُرکی آنے کے لئے کھوائی سے براستہ سودھیاں سُرکی آسکتے ہیں دوسرا راستہ اندرونِ سون سے آنے والے اور مقامی لوگ بالخصوص نوشہرہ مناواں والے استعمال کرتے ہیں۔

کبھی سُرکی کا ایک میوزیکل گروپ (شرباء) دور دور تک مشہور تھا اس گروپ کی مثال پنجاب بھر میں نہ ملتی تھی۔اس گروپ نے ایک عرصے تک شادی بیاہ کی محفلوں میں اپنے فن سے لوگوں کے دل جیتے۔

سُرکی گاؤں ایک پیالہ نما وادی کے اندر پھیلا ہوا ہے سات ہزار کے لگ بھگ آبادی کے اس گاؤں کے اندر ہائی سکول بنیادی طبی مرکز بجلی وغیرہ جیسی سہولیات میسر ہیں۔گاؤں کے ارد گرد کھیت اور سرسبز پہاڑ ہیں جو سُرکی کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔

حضرت میاں حفیظ ماہیؒ:

ہم بڑی سڑک سے ہٹ کر حضرت میاں حفیظ ماہیؒ کے مزار کو جانے والی مختصر سی گلی میں ہو لئے تھوڑی مسافت پر خوبصورت جامع مسجد کے دوسری

جانب حضرت میاں حفیظ ماہیؒ کا دربار ہے۔

میاں حفیظ ماہیؒ نے تونسہ شریف بیت کی اور مرشد کی ہدایت پر سیال شریف تشریف لائے اور خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے خلیفہ بنے۔ جہاں مولوی محمد علیؒ اور مولوی ضیاء الدینؒ کے مزار مبارک بھی ہیں آپ دونوں ہستیوں نے خلافت عثمانیہ کے حق میں چلنے والی تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔

دربار پر حاضری کے بعد ہم پیر ماہی صاحب کے حجرے پر حاضری دینے کے لئے آئے پیر صاحب نوجوان خوب سیرت خوش گفتار انتہائی ملنسار ہیں۔ دورانِ گفتگو پیر صاحب نے میاں حفیظؒ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی متعدد عبارت دکھائیں جو فارسی میں تھیں اور موجودہ فارسی سے کافی مختلف ہیں۔ میاں حفیظ ماہیؒ نے قرآن پاک کے سات قلمی نسخے لکھے جن میں سے ایک سُرکی میں موجود ہے۔

پرنالہ:

سُرکی سے دو کلومیٹر پہاڑی کی جانب چلیں تو مشہور سُرکی والا پرنالہ ہے جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہاں میاں حفیظ ماہیؒ نے عصا مبارک مارہ تو دودھ کا چشمہ پھوٹ پڑا جو رفتہ رفتہ پانی میں بدلتا گیا آج کل پانی ہی نکلتا ہے۔

پراسرار غار:

دورانِ سیاحت یہ دوسرا موقع تھا کہ ہم کسی چیز کو دریافت کرنے کے نزدیک پہنچے لیکن اسے سُرکی کے لوگوں کی خطا کہہ لیں یا ضرورت انہوں نے یہ نادر موقعہ بھی محکمہ آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا۔

www.Awais.com.pk

ہوا یوں کہ ہمیں پیر ماہی صاحب سے معلوم ہوا کہ ڈھوک مانگے والے کے قریب ایک پر اسرار غار ہے جس کے اندر بُت کنویں اور چشمے وغیرہ ہیں اس غار کے اندر صرف ایک آدمی نذر محمد گیا جو اندر جا کر بھٹک گیا اور ایسا بھٹکا کہ پیر ماہی صاحب کے بڑے بھائی نے آیاتِ مقدسہ پڑھ کر اس کی راہنمائی کی۔ وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا۔ محقق ہونے کے ناطے ہم نے وہاں جانے کی ضد کی لیکن پیر ماہی صاحب نے اندر جانے سے منع فرمایا چنانچہ ہم نے بھی مزید ضد سے گریز کیا۔

ویسے بھی محکمہ آثار قدیمہ کی یہ روایت رہی ہے کہ علاقہ سے جتنی بھی نوادرات ملی ہیں اٹھا کر لاہور یا اسلام آباد لے گئے اور اپنی دکان داری چمکائی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ امب شریف، بھلوٹھی، پچون وغیرہ سے ملنے والا قیمتی اثاثہ علاقے میں ہی محفوظ کرنے کا بندوبست کر کے سیاحت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا جاتا لیکن یہ علاقے کے لوگوں کی سادہ لوحی انہیں لے ڈوبی۔

سُرکی میں گشت کے دوران ایک کتبے پر نظر پڑی جس پر تحریر ہے

SURRAKI

FROM THIS VILLAGE 110 MEN WENT TO THE GREAT WAR 1914-19 OF THESE 8 GAVE UP THEIR LIVES.

یہاں کی معروف سماجی شخصیت کرنل (ر) غوث محمد ہیں جنہوں نے ہائی سکول کی تعمیر وغیرہ میں اہم کردار ادا کیا۔

سُرکی سے ایک سڑک کورڈھی جبکہ دوسری مناواں سے ہوتی ہوئی نوشہرہ کو نکل جاتی ہے۔

www.Awans.com.pk

کھوڑہ

www.Awaris.com.pk

کٹھوائی کی خوبصورت پہاڑیاں ابھی ذہن سے محو نہیں ہو پاتیں کہ چھوٹے چھوٹے ہرے بھرے کھیت آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں سڑک کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے خوبصورت گھر ،کنویں ہر سبز پہاڑ پرفضا موسم اور گوبھی کی فصلیں جی ہاں یہ عبدالقادر حسن کا آبائی گاؤں کھوڑہ ہے جو سڑک کے دونوں جانب دو کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔قدیم ہونے کے باعث گاؤں کی گلیاں تنگ ہیں البتہ گاؤں کے باہر پرفضا ماحول دلکشی میں خوب اضافہ کرتا ہے۔

کھوڑہ وادی کے ان چند گاؤں میں نمایاں ہے جہاں قدیم کھنڈرات، مجسمے، چشمے، ڈھنیں، شخصیات اور بزرگانِ دین کی بہتات ہے جو نہ صرف سیاحوں بلکہ عام لوگوں کی توجہ کا مرکز رہتا ہے۔

مشرقی پہاڑ پر ایک بھال ہے جسے کھوے والی بھال کہتے ہیں وہاں سے دور دور تک نظارہ کیا جا سکتا ہے۔جنوبی سمت میں ایک مہلہ ہے جسے کڈھلہ مہلہ کہتے ہیں اس کے قریب ہی کونیاں والا چشمہ ہے اس چشمہ کا پانی دامن کوہ کو نکل جاتا ہے یہ حسین مناظر اپنی دلکشی کی وجہ سے سیاحوں کو متوجہ کرتے ہیں یہ آبشار کی شکل میں گرتا ہے وادی میں چند ایک خوبصورت آبشار ہیں ان میں یہ ایک ہے اس کے ساتھ ہی بابا کچھیؒ والے کا مزار ہے۔

واں کیری والا کنواں، کتے مار ،سوکا کھوہ کے علاوہ سجرنی پہاڑی پر دو

کنواریوں کے بت نکلے تھے جو آجکل اپنی اصل حالت میں نہیں ہیں روایت ہے کہ یہاں ڈاکوؤں کا حملہ ہوا تو پاکدامن کنواریوں نے دعا کی جو قبول ہوئی اور وہ بت بن گئیں۔

ڈھوک تریڑی کے ساتھ دو قبریں ہیں جو پختہ پتھروں سے بنی ہیں ان کے سرے پر گائے کے مجسمے لگائے گئے ہیں۔اس کے علاوہ کھوڑہ کے مغرب میں ڈل محرم دیو کے ساتھ کئی ایک کھنڈرات ہیں جو پرانی آبادیوں کی **دلیل** ہے۔تلاجھہ کے کھنڈرات میں کافی آثار ہیں، ان آبادیوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو زیادہ تر آبادیاں پہاڑوں کے اوپر آباد تھیں اس کی ایک وجہ شاید دفاعی نقطۂ نظر ہو سکتی ہے کیونکہ نویں صدی عیسوی سے لے کر انگریزوں کے زمانے تک یہاں بد امنی کا دور دورہ رہا، ڈاکہ زنی عام تھی اس لئے پرانے دیہات زیادہ تر پہاڑوں کے اوپر تھے وہاں جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہوتا تھا۔

کھوڑہ کے ساتھ اٹھل والے بادشاہ کا دربار ہے یہ برلب سڑک واقع ہے اس کے علاوہ خانقاہ سلار اور کچھیاں والی بھی ہے۔خانقاہ خلاصے والی اور کئی ایک مقدس مقامات ہیں جہاں بزرگان دین نے چلہ کشی کی۔

ادبی میدان میں عبدالقادر حسن کے علاوہ علی مسکین ایک شاعر ہو گزرے ہیں علی مسکین پنجابی دوہڑے کہتے تھے نذحا قصائی بھی دوہڑے ماہیے کہتا تھا۔

عبدالقادر حسن:

غیر سیاسی باتیں کے نام سے کالم لکھنے والے عبدالقادر حسن کا تعلق کھوڑہ وادی سون سے ہے۔آپ کو وادی سے بے پناہ محبت ہے جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ غیر سیاسی باتیں کے ذریعے وادی کے متعلق بہت

www.Awans.com.pk

کچھ لکھ چکے ہیں۔

آپ نے کفری سے تعلیم حاصل کی اور مولانا مودودی کے حلقہ میں شامل ہو کر ایک الگ راہ منتخب کی شروع میں آپ نوائے وقت میں کالم لکھتے تھے۔ رسالہ افریشیا کا آغاز ہوا جو بعد میں بند ہو گیا پھر ہفت روزہ آواز جہاں شروع کیا اور جنگ میں کالم لکھتے رہے۔تا حال ملک کی ایک اور اخبار ایکسپریس میں کالم لکھتے ہیں۔آپ کی کتاب ''غیر سیاسی باتیں'' کے نام سے زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔

بابو شام داد:

بابو ہندو برادری سے تعلق رکھتے تھے تعلیم حاصل کرنے کے بعد شام داد فوج میں بھرتی ہو کر ہانگ کانگ چلا گیا واپسی پر رفاہ عامہ کے کام کیے شام والا کنواں بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ بابو نے مرتے وقت وصیت کی کہ میری میت کو جلایا نہ جائے لیکن وقت آنے پر برادری نہ مانی اور بابو کی میت کو آگ لگانا چاہی لیکن بابو کی میت نہ جلی۔

ان کے علاوہ علاقے کی مشہور سیاسی شخصیات میں میاں امیر سلطان اعوان، کرنل ملک خالد اعوان، ملک خدا بخش ساجد، علی محمد برقؔ، ملک فیاض احمد، ملک سعد اللہ خان کھوڑہ کے رہنے والے ہیں۔

www.Awans.com.pk

کلیال

کلیال خوشاب سے نوشہرہ شاہراہ سے کوئی تین کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔ وہاں جانے کے لئے کھوڑہ اور سوڈھی جے والی سے بھی سڑکیں جاتی ہیں۔کلیال کی آبادی ۵ ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔کلیال کے مغرب میں ڈھوک بیا کہ ہے۔

کلیال سے متعلق ایک روایت مردوال کے تعارف میں بیان ہے کہ یہ دو بھائیوں کی لڑائی کے بعد یہاں منتقل ہو آئے۔کلیال قدرتی دولت سے مالا مال گاؤں ہے جہاں کوئلہ کی کانیں کثرت میں پائی جاتی ہیں۔خانقاہ حیات المیر ؒ کے قریب کوئلہ نکالنے کا کام ہورہا ہے وہاں درجنوں کوہکن آباد ہیں جو کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں پھر بھی چہروں پر روایتی طمانیت اور زندہ دلی جنگل میں منگل کا سماں پیش کرتے ہیں البتہ بنیادی سہولتوں سے محروم یہ لوگ ترقیاتی کاموں کے منتظر ہیں۔۔۔۔

چشمہ کلیال:

یہاں مزار حیات المیر ؒ کے قریب قدرتی چشمہ ہے جو مختلف پہاڑی ڈھلوانوں سے پیچ وتاب کھاتا آبشاریں بناتا نیچے کی جانب بہتا چلا جاتا ہے۔ جہاں یہ کٹھہ کی زمینیں سیراب کرتا ہے۔یہی وہ چشمہ ہے جس کی بدولت اہل کٹھہ کی تقدیر بدلی اور خوشحالی آئی۔

www.Awans.com.pk

حیات المیرؒ

آپؒ حضرت جمال اللہ المعروف پیر حیات المیرؒ زندہ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پوتے تھے آپ کے والد محترم کا نام سید تاج الدین عبدالرزاقؒ تھا۔ روایت ہے کہ آپ نے حضرت غوث اعظمؒ کی دعا سے حیات جاوید پائی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنے پوتے کو پیغام دیا تھا کہ امام مہدیؑ کو سلام عرض کرنا۔ یہاں آپ کا مزار نہیں بلکہ نشست گاہ ہے جہاں پر آجکل خوبصورت کمرہ اور عالی شان مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ وہاں کھبیکی کے عقیدت مند گل محمد عرصہ ۳۲ سال سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ہم سرِ شام وہاں پہنچے اور شام کی ضیافت وہاں کی، یہ سفر زندگی کا یادگار سفر ہے۔ یہاں سے علاقے کا خوبصورت نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ جگہ بلندی کے لحاظ سے شاید سکیسر اور مائی والی ڈھیری کے بعد تیسری بلندترین جگہ ہے۔

یہاں ہر سال ۱۸ ہاڑ عرس اور میلہ منعقد کیا جاتا ہے۔ عقیدت مند ہزاروں میل سفر طے کر کے آتے ہیں اور اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

یہاں مزار حیات المیرؒ تک جیپ آسکتی ہے لیکن کار کے بس کی بات نہیں ------

www.Awans.com.pk

مصطفےٰ آباد

کھوڑہ سے چند کلومیٹر کی مسافت پر مصطفےٰ آباد آتا ہے اس کا پرانا نام بھی ہے جو تبدیل تو کر دیا ہے لیکن تاحال احمد آباد کی طرح جگہ بنانے میں ناکام رہا ہے۔ مصطفےٰ آباد چھوٹا سا خوبصورت گاؤں ہے جو پہاڑی سلسلے کے دامن میں واقع ہے۔یہاں کی مشہور ہستی میجر امیر افضل ہیں جنہوں نے کئی ایک کتب تصنیف کر رکھی ہیں جن میں جہاد کشمیر،خلفائے راشدین کی جنگی حکمت عملی،تاشقند کے اصلی راز زیادہ نمایاں ہیں۔تحریک خلافت میں ملک غلام محمد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

گاؤں کے جنوب میں ایک چشمہ بہتا ہے جس سے شہر کی پانی کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اسے انکا کہتے ہیں،یوں تو وادی میں کم وبیش سینکڑوں چشمے بہتے ہیں لیکن چند ایک اپنی مثال آپ ہیں ان میں ایک جلوتری چشمہ بھی ہے جو ڈھاکہ کے جنوب میں بہتا ہے۔

مصطفےٰ آباد ڈاکوؤں کے لئے مشہور تھا لیکن دور جدید میں تعلیم کے زیور سے آراستہ اہلیان مصطفےٰ آباد ترقی کی طرف گامزن ہیں یہاں سے چلنے والی اور ڈھاکہ کو رستہ نکلتا ہے۔

www.Awans.com.pk

ڈھاکہ

نوشہرہ کے نزدیک ڈھاکہ کا خوبصورت گاؤں ہے جوایک پہاڑی ڈھلوان کے ساتھ ساتھ پھیلا ہے ہر وکہ ڈھاکہ جلنے والی سب نزدیک نزدیک ہیں جسٹس ملک غوث محمد سندھ حائی کورٹ ممتاز عالم دین خالد علوی اور مشہور پی ٹی وی نیوز کاسٹر عشرت ثاقب کا تعلق اسی گاؤں سے ہے۔

اس گاؤں کے اردگرد کافی پرانے کھنڈرات ہیں جلنے والی کے قریب کئی آثار ملے ہیں روایت ہے کہ ان جگہوں پر فیصلے ہوتے تھے اس لئے ستھاں والی کہتے ہیں۔جلنے والی کے جنوب میں پتھروں کو تراش کر ایک چوکور چبوترہ بنایا ہے ماہرین کی رائے ہے ہیبت کے اعتبار سے بدھوں کا کوئی مقدس مقام ظاہر ہوتا ہے۔نوشہرہ خوشاب روڈ پر واقع قبرستان میں کھدائی کے دوران قدیم زمانے کی اشیاء برآمد ہوئیں اسی طرح جلنے والی کے قریب بھی کئی ایک مقامات میں آثار ہیں۔

ڈھاکہ کے گردونواح میں سائیں فتح علی ،خانقاہ کچھی والا،خانقاہ لوہاں والہ ہیں۔ڈھاکہ میں کئی ایک عجیب وغریب ہستیاں بھی ہوگزری ہیں جن کے نام کی طرح کام بھی عجیب تھے۔ان میں دو بھائی اُٹھ(اونٹ)اور ہاتھی دوقوی الجثہ شخص ہوگزرے ہیں اُٹھ کی بیٹی غلام فاطمہ بھی شاہ زور خاتون ہوگزری ہیں علاقہ میں کئی شاہ زور خواتین کا ذکر ملتا ہے۔

www.Awans.com.pk

نوشہرہ

وادی سون کا تجارتی، انتظامی اور آمدورفت کا مرکز سب تحصیل نوشہرہ ہے۔
جس کی آبادی ایک محتاط اندازے کے مطابق ۵۰ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔
وادی سون میں سکیسر، راولپنڈی اور خوشاب سے آنے والی سڑکیں نوشہرہ کے مقام پر اکٹھی ہوتی ہیں نوشہرہ سے پنجاب کے بیشتر شہروں کے لئے بس سروس دستیاب ہے۔

نوشہرہ وادی سون کا سب سے بڑا کاروباری مرکز ہے پوری وادی سون سے لوگ ضرورت زندگی کی اشیاء خریدنے آتے ہیں یوں رات گئے تک نوشہرہ کے بازاروں میں گہما گہمی دیکھنے کو ملتی ہے۔

نوشہرہ میں اسسٹنٹ کمشنر کے دفتر کے علاوہ تھانہ، ہسپتال، ڈگری کالج، کامرس کالج، سمال انڈسٹریز، تار گھر، ڈاکخانہ اس کے علاوہ متعدد بینکوں کی شاخیں کام کر رہی ہیں۔

نوشہرہ تاریخی اہمیت کا حامل شہر ہے، یہاں پر بزرگان دین، سیاسی رہنماؤں، ادیبوں، شاعروں کا بسیرہ رہا ہے۔ تحریک پاکستان کے زمانے میں نوشہرہ مسلم لیگ کا گڑھ رہا ہے۔ یہاں مسلم لیگ کا جلسہ ۱۹۴۶ء میں منعقد ہوا۔ جس میں ممدوٹ، نشتر کے علاوہ ملک فیروز خان نون نے شرکت کی۔ تلاوت

www.Awans.com.pk

کلام پاک کی سعادت مرکزی کے رکن عالم نے حاصل کی بہترین نے شعلہ بیاں تقریریں کیں، نوشہرہ کے معززین نے مسلم لیگ کا بھر پور ساتھ دیا اور وادی سے مسلم لیگ بڑی اکثریت سے کامیاب ہوئی۔

تحریک خلافت کے زمانے میں یہاں جلسے جلوس احتجاج کیا گیا جس میں گل محمد پھتیال، حافظ فیض احمد ارائیں، رکن الدین باخندہ، میاں غلام حسین مستری نے اہم کردار ادا کیا۔

نوشہرہ میں بابا ساوی بیری والا کا مزار ہے جو ولایت میں درجہ سلطانی کے مالک تھے۔آپ کی لاتعداد کرامات ہیں اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔

یہاں میں ایک بات بحیثیت اہل سنت والجماعت کا ادنیٰ سا مسلمان ہونے کے ناطے کہتا چلوں، ایک وقت تھا جب اولیاء اللہ کی کرامات عام تھیں جو آہستہ آہستہ آنے والی نسلوں میں کم ہوتیں گئیں اس میں ہمارے اعمال کا عمل دخل شاید سب سے زیادہ ہے ہمیں دوسروں پر گماں کرنے کے بجائے اپنے اعمال پر توجہ دینی چاہیے، محض درباروں پر حاضری ہی نہیں ان کے حالات زندگی اور ان کے احکامات پر عملدرآمد ہی فلاح کا راستہ ہے۔ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے بعد ہر دور میں رہنما میسر رہے، میری عاجزانہ گزارش اگر ناگوار گزرے تو معذرت۔۔۔

نوشہرہ ایک چرواہا کا آباد کردہ گاؤں ہے۔ایک روایت ہے لوہرہ وہرہ کا ایک چرواہا یہاں آباد ہوا، یہاں ایک قدیم بیری کا درخت ملک حاکم کے گھر موجود ہے۔ایک اور روایت میں نوشہروں کی مناسبت سے نوشہرہ نام پڑ گیا۔

نوشہرہ میں درجنوں مساجد ہیں یہاں آج بھی اسلامی اقدار کا بول بالا ہے

جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں کچھ عرصہ قبل کیبل نیٹ ورک کے ذریعے فحاشی کا آغاز کیا گیا جسے احتجاج کے بعد محدود کر دیا گیا اور شاید یہ واحد علاقہ ہے جہاں کیبل جیسی لعنت آغاز کے باوجود عدم دلچسپی کے باعث زوال پذیر ہے ورنہ روشن خیالی کے زمانے میں ایسا کہاں ممکن۔۔۔۔۔

نوشہرہ کی ادبی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو ممتاز ملک (ایڈیٹر بلال)، ملک محمد سرور اعوان مرحوم، اختر حسرت درخشاں ستاروں کی طرح روشن نظر آتے ہیں۔

پیرزادہ محمد بخش:

احمد ندیم قاسمیؒ کے بڑے بھائی تھے۔گورنمنٹ ہائی سکول نوشہرہ کے پہلے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے، آپ کو دوران ملازمت انگلینڈ جانے کا موقع بھی ملا۔آپ کو ادب سے گہری دلچسپی تھی۔آپ ذہین، قابل اور دور اندیش شخصیت تھے آپ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی خدمات سر انجام دیتے رہے۔

ملک محمد سرور اعوان:

ملک محمد سرور اعوان وادی سون سکیسر کی معروف سماجی اور ثقافتی شخصیت تھے۔آپ پیشے کے لحاظ سے معلم تھے اور شعبہ درس وتدریس سے منسلک رہتے ہوئے وادی کے چپہ چپہ تک رسائی حاصل کی۔لوک ورثہ کے تحفظ کی خاطر گھر پر ہی میوزیم قائم کیا جس میں مجرات،قدیم استعمال کی چیزیں اور جانوروں کی ہڈیاں وغیرہ شامل ہیں۔ملک محمد سرور اعوان نے ایک کتاب وادی سون سکیسر تصنیف کی جبکہ قریبی رفقا کے مطابق ملک محمد سرور اعوان نے کافی مواد غیر طبع چھوڑا ہے جو ان کے صاحبزادے صبغت اللہ خان زیور

طباعت سے آراستہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ملک محمد سرور اعوان نے ۹ صفر ۱۴۲۷ھ وفات پائی۔

لالہ گوہری لال:

لالہ گوہری لال مدرس تھے اور تحریک خلافت کے دوران انگریز کے خلاف جدوجہد میں شامل ہو گئے اور ملازمت سے استعفٰی دے دیا۔انہوں نے تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہو گئے آپ کا شمار مسلم لیگ کے چند بڑے رہنماؤں میں ہوتا تھا۔

چوہدری محمود حسین:

نوشہرہ میں اعوان قوم کے علاوہ ارائیں اور راجپوت برادریاں بھی بڑی تعداد میں آباد ہیں،راجپوت برادری ۱۰۰ سے زائد گھرانوں پر مشتمل ہے۔وادی سون میں آباد راجپوت اور ہاشمی برادری تقسیم کے بعد بھارت کے شہروں کانگڑہ،امرتسر،جالندھر اور انبالہ سے نقل مکانی کر کے آئے یہ مہاجرین پہلے سرگودھا، لاہور، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ آئے۔مہاجرین کی قربانیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں،اخوت ورواداری اور امن کا پیغام پھیلانے میں یہ قوم مشہور ہے۔سیاسی ،مذہبی اور اخلاقی اقدار کے پاسدار نوجوان چوہدری محمود حسین ۲۰۰۰ء میں جنرل کونسلر منتخب ہوئے۔

ان کے علاوہ نوشہرہ کے کئی نوجواں مشہور ہیں جنہوں نے بہادری کے کارنامے سر انجام دیئے جن میں میجر جنرل شفیق احمد،ہیڈ ماسٹر ملک سلطان محمود کرنل محمد اقبال جماعت اسلامی اور رسالدار میجر قاضی محمد افضل شامل ہیں۔

نوشہرہ کے گردونواح میں کئی اولیاء اللہ کے مزارات ہیں ان میں خانقاہ ساوی

بیری والاؒ، پیر ولایت شاہؒ، شیر شاہؒ ماڑی والا، خانقاہ وہورنؒ والا، حافظ محمد یارؒ، میاں گل ماہیؒ، محمد حیاتؒ چھنو والا، قاضی میاں محمدؒ شامل ہیں۔

نوشہرہ کے جنوب میں ایک وسیع جنگل اور پہاڑی سلسلہ ہے جبکہ شمال جنوب میں ذرخیز زمینیں ہیں۔

اعوان قوم کی مختلف گوتیں ہیں انہی کی مناسبت سے نوشہرہ کے مختلف محلوں کے نام رکھے گئے ہیں۔جن میں محلّہ لطفیال،محلّہ مہرال،محلّہ پھتیال اور محلّہ رودھنال زیادہ اہم ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ لوگ وادی سے نقل مکانی کر کے نوشہرہ آباد ہوئے ہیں ان میں مندیال،سدال،گندوالکھو اور بکھوال شامل ہیں۔

مہریہ ہوٹل:

وادی کا واحد ہوٹل اور ریسٹورنٹ مردوال چوک نوشہرہ میں جہاں مقامی اور بیرونی سیاح بکنگ کروا کے قیام کر سکتے ہیں۔آرامدہ کمرے،نہایت خوشگوار ماحول،مناسب دام پانچ منزلہ اس ہوٹل میں تمام ضروری آسائشیں موجود ہیں۔

فون نمبرز۔ ۰۴۵۴ ۶۱۰۲۰۳

۰۳۰۱۵۳۸۵۴۱۳

www.Awans.com.pk

سبھرال

وادی سون کی وسطی شاہراہ جو نوشہرہ سے سکیسر کو نکلتی ہے صرف دو تین کلو میٹر کی مسافت پر سبھرال گاؤں آباد ہے گاؤں ایک برساتی نالے کے اردگرد آباد ہے، جہاں کی آبادی پانچ ہزار کے لگ بھگ ہو چکی ہے، سبھرال میں اعوان قوم کی گوت نسال اکثریت میں ہے۔

یہاں کی زمین زرخیزی کے اعتبار سے پوری وادی سون میں مشہور ہے۔ یہاں چند ایک پرانی قبروں کے آثار ملے ہیں موجودہ شہر کے جنوبی علاقہ میں قدیم طرز کے برتنوں کے ٹکڑے بھی ملے ہیں جس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کبھی یہاں آبادی ہو گزری ہے، وادی کا قدیم ترین گاؤں مناواں یہاں سے جنوب میں چند کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔

حضرت قاضی میاں محمدؒ:

آپ کا تعلق سبھرال سے تھا آپ نے ترکِ سکونت اختیار کیا اور حضرت محمد علیؒ مکھڈی سمیت کئی ایک مشہور ہستیوں سے قرآن پاک حدیث شریف فقہ وفلسفہ پر عبور حاصل کیا اور حضرت شمس الدین سیالویؒ سے بیعت کر کے بلند مقام حاصل کیا۔ آپ کا وصال ۲۵ رمضان ۱۳۲۹ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار سبھرال شہر کی مسجد کے ساتھ ہے۔

www.Awans.com.pk

اس کے علاوہ یہاں کئی ایک بزرگان کی قبریں اور خانقاہیں ہیں جن میں کبو والی خانقاہ، معصوم ماڑی والا، فقیر والا مشہور ہیں۔ تحریک خلافت کے زمانے میں قاضی غلام مصطفےٰ انگریزوں کے خلاف سرگرم رہے۔

نسال ویلفیئر سوسائٹی:

گاؤں میں رفاہی کاموں کے لئے ایک سوسائٹی پچھلے کئی سالوں سے کام کر رہی ہے۔ نسال ویلفیئر سوسائٹی کے ذریں کارناموں میں شہر کے بیچ و بیچ بہنے والے برساتی نالے پر بند کی تعمیر زیادہ اہم ہے جس کی تعمیر سے بھرال شہر براہ راست پانی کے نقصان سے محفوظ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ سوسائٹی نے علاقے کی غریب اور ضرورت مند خواتین میں گھریلو دستکاری مثلاً سلائی کڑھائی کی مشینیں وغیرہ بھی مہیا کر کے اپنا فرض نبھایا ہے۔

www.Awars.com.pk

کفری

سبھرال سے تھوڑی دور خوبصورت گاؤں کفری ہے۔وادی سون کا دینی مرکز کفری پانچ ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔کفری دامن کوہ میں انتہائی خوبصورت گاؤں ہے۔

کفری میں ہائی سکول،واٹر سپلائی وغیرہ جیسی سہولیات موجود ہیں۔ایک مدرسہ ہے جہاں کے فارغ التحصیل حفاظ کرام ملک کے کونے کونے میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔کفری میں پنڈال قوم آباد ہے۔

کفری میں کئی ایک اہم مقامات ہیں جو کفری کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں،کفری کے جنوب میں چشمہ گوہر واقع ہے یہ چشمہ گاؤں کی پانی کی ضرورت پوری کرتا ہے یہ چشمہ ڈیپ شریف کے علاقے سے نکلتا ہے۔

کفری میں ایک قدیم کنواں بھی سیاحوں کی خاص توجہ کا مرکز ہوتا ہے اوچھالی روڈ پر محمد حسین گھائیا کی زمین میں یہ کنواں کھنگر پتھروں سے چنائی کیا گیا ہے۔قریبی زمینوں سے پرانے زمانے کے سکے ملے ہیں جو چاندی کے ہیں۔

ہر گاؤں میں جا کر شدید دکھ ہوا کہ کاش وادی کا تاریخی ورثہ وادی میں ہی محفوظ کر دیا جاتا تو آج دنیا میں وادی کی پہچان کچھ اور طرح سے ہوتی،بہر حال

www.Awais.com.pk

ہماری دعا ہے مستقبل میں ایسی کوشش ہونی چاہیے کہ بچا کچھا اثاثہ وادی میں ہی محفوظ کر دیا جائے۔

کفری اور کورڈھی کے درمیاں ڈیپ شریف واقع ہے جہاں خانقاہ سراجیہ ہے۔ یہاں سے پرانے زمانے کے کافی آثار ملے ہیں۔ یہاں سے ایک کلو میٹر کے فاصلے پر قلعہ کے آثار بھی موجود ہیں۔

کفری کی چند ایک نمایاں ھستیاں درج ذیل ہیں۔

حضرت میاں عبدالحمید:

آپ کفری کی ایک جید ہستی حضرت میاں عبدالعزیزؒ کے صاحبزادے ہیں۔آپ نے ابتدائی تعلیم وادی میں حاصل کی پھر بندیال اور تونسہ شریف قیام رہا۔والد کے انتقال پر سجادہ نشین مقرر ہوئے۔آپ نے یہاں دین اسلام کی اشاعت اور لوگوں کی رہنمائی نہایت شگفتہ انداز میں کی۔آپ کوئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔آپ کا انتقال ۹ رجب ۱۳۹۷ھ کو ہوا۔آج بھی آپ کے مزار شریف پر عقیدت مندوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

صاحبزادہ عزیز احمد:

آپ میاں عبدالحمید کے صاحبزادے ہیں ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی، آپ بھی حضرت خواجہ محمد شمس الدینؒ سیال شریف کے خلیفہ تھے۔ اچھالہ سے تعلیم مکمل کی۔آپ جامع نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل میں صدر مدرس رہے دارالسلام ضیائے شمس الاسلام سیال شریف بطور صدر مدرس مقرر ہوئے۔ والد کی وفات کے بعد مکان شریف کفری تشریف لے آئے اور لوگوں کو فیض یاب کرتے رہے۔ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے حامد عزیز سجادہ

www.Awans.com.pk

نشین ہیں۔

ملک محمود الحسن:

آپ شعبہ تدریس سے منسلک ہیں اور نوجواں نسل کی رہنمائی میں مصروف ہیں۔آپ مختلف اخبارات میں کالم لکھتے ہیں جن میں بیشتر وادی سے متعلق مضمون شامل ہوتے ہیں۔

عبدالغفار عامر:

عبدالغفار عامر کفری کے رہنے والے ہیں آپ نے انگریزی شاعری پر مشتمل کتاب مائی سیلنسل ڈریمز شائع کی۔

ملک تنویر سلطان:

مغربی سون کی سب سے بڑی سیاسی وسماجی شخصیت ملک تنویر سلطان فضائیہ میں بطور پائلٹ بھرتی ہوئے،بعد ازاں اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے۔ عام انتخابات میں حصہ لیا اور ناکام رہے۔آپ نے کفری سمیت کئی ایک ترقیات کام کروائے اورعوام کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

ان کے علاوہ مولوی خدا بخش ،ڈاکٹر محمد الطاف حسین، مولوی نور الدین کفری کے رہنے والے تھے،مولوی نور الدین نے باب الاعوان اور زاد الاعوان کے نام سے دو کتب تصنیف کیں۔

www.Awans.com.pk

مناواں

وادی سون کا قدیم ترین گاؤں ہے اس کی تاریخ دھدھڑ اور انگہ سے ملتی ہے یہ تینوں گاؤں ایک ہی زمانے میں آباد ہوئے۔ مناواں کی آبادی اتنی زیادہ نہیں لیکن وہاں جنوب کی سمت قدیم آبادی کے آثار ملتے ہیں وہاں ٹھیکریاں وغیرہ ملی ہیں۔

مناواں کی اوپری جانب ایک جگہ پانچ قبریں ہیں جنہیں پنج پیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ کئی ایک مزارات ہیں جن میں پکھی ماڑی، چٹی ماڑی، پاک بیبیاں اور پیر بخاری وغیرہ شامل ہیں۔

نوشہرہ سرکی روڈ پر واقع اس گاؤں کی بہت کم زمینیں قابل کاشت ہیں زیادہ تر علاقہ سرسبز پہاڑیوں پر مشتمل ہے۔ سابق وزیر اعظم پاکستان ملک معراج خالد کا تعلق اسی گاؤں سے بتایا جاتا ہے۔

www.Awans.com.pk

کورڈھی

یوں تو کورڈھی نوشہرہ سے اوچھالی جانے والی شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہم نے سُرکی سے کورڈھی جانے والے نیم پختہ راستے سے ہو لئے اور کورڈھی کے بالائی علاقے میں پھیلے وسیع وعریض جنگل اور سرسبز پہاڑی سلسلے کے نظاروں سے لطف اندوز ہوئے۔شام ہونے کو تھی پہاڑوں نے سورج کو تقریباً اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔پرسکون،سناٹا،سبزہ،آسمان کو چھوتے پہاڑ اور وادی کا دلفریب موسم شاید شداد نے اپنی جنت کسی ایسی جگہ پر ہی بنائی ہو گی۔انہی خوبصورت پہاڑوں کے درمیان بہتے برساتی نالے کے دونوں اطراف کورڈھی کا خوبصورت گاؤں ہے جو وادی میں اعلیٰ فصلوں کی بنا پر الگ پہچان رکھتا ہے۔

کورڈھی کی آبادی لگ بھگ تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔یہاں زیادہ تر لوگ کاشتکاری سے منسلک ہیں یہاں کی مشہور فصلوں میں گوبھی اور گندم زیادہ اہم ہیں۔یہاں پر ایک بند بھی بنایا گیا ہے جس کی تکمیل کے لئے ملک حاجی شیر محمد، ملک جودھا خان،ملک احمد خان وغیرہ نے کوششیں کیں۔کورڈھی میں کبھی پینے کے پانی کا مسئلہ ہوا کرتا تھا۔محمد جعفر نے کنواں بنوا کر پانی کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے ختم کیا اسے کھلاں آلہ کنواں کہتے ہیں۔

www.Awans.com.pk

بابا کوٹھی والاؒ:

بابا کوٹھی والاؒ کا مزار مبارک کورڈھی کے بالائی علاقے میں سرکی روڈ کے نزدیک واقع قبرستان میں ہے۔بابا کوٹھی والاؒ کے متعلق روایت ہے کہ ان کے درس میں جنات بھی علم حاصل کرتے تھے ایسی ہی کئی ایک اور رویات میں ان کی کرامات کا ذکر آتا ہے۔موکے وغیرہ سات جمعہ دربار پر حاضری دینے سے ختم ہو جاتے ہیں۔ یہاں ایک اور مزار مشرقی قبرستان میں ہے ان کا نام بابا شاہ پوریاؒ ہے جن کے دربار پر یکم اسوج عرس ہوتا ہے اور دیسی گھی سے دیگیں پکائی جاتی ہیں۔

سانحہ بہاولپور میں شہید ہونے والے میجر جنرل محمد حسین اعوان کا تعلق اسی گاؤں سے تھا مرحوم نے متعدد رفاہی کاموں میں حصہ لیا۔کورڈھی کے دیگر عہدیداروں میں کرنل (ر) محمد تاج، انسپکٹر عثمان اور انسپکٹر محمد رفیق وغیرہ ہیں۔

کورڈھی میں لڑکوں کا مڈل سکول ہے۔اس کے علاوہ مسجد باغ والی میں درس بھی ہوتا ہے اس خوبصورت مسجد کی تعمیر انگریز مخالف غلام حبیب نے کرائی۔ یہاں سے تحریک خلافت میں حضرت قاری قمر الدینؒ اور مولوی میاں محمد پیش پیش رہے۔

حضرت قاری قمر الدینؒ:

تحریک خلافت کی مشہور ہستی حضرت قاری قمر الدینؒ کا مزار مبارک کورڈھی میں ہے ان کے والد محترم کا نام کلیم اللہ تھا۔انہوں نے ابتدائی تعلیم والد صاحب سے حاصل کی اور ملت اسلامیہ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

www.Awans.com.pk

اوچھالی

وادی سون کا کثیر آبادی والا گاؤں اوچھالی کئی حوالوں سے مشہور ہے یہ سکیسر روڈ پر آخری میدانی گاؤں ہے اس کے بعد سکیسر کی بلند و بالا پہاڑی شروع ہو جاتی ہے۔یہاں کی آبادی لگ بھگ دس ہزار ہے یہاں بھی زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں یہاں گوبھی،گندم،مکئی،باجرہ وغیرہ کاشت کیا جاتا ہے۔

پرانے وقتوں میں اوچھالی کے لوگ بھی دھاڑیں مارتے تھے اور جواں مردی کی کئی ایک مثالیں مشہور ہیں۔سکھوں کے زمانہ میں ٹوپہ لل دیا جاتا تھا جسے اوچھالی کے اللہ یار نے سب سے پہلے انکار کر کے سکھوں کے خلاف لڑنے کا اعلان کیا اعوان قوم نے وڑچھا ہیڈکواٹر بنایا اسی زمانے میں ایک اور لڑائی ہڈالی کے مقام پر اعوانوں اور ٹوانوں کے درمیان لڑی گئی ایک روایت ہے کہ اس خونریز جنگ میں ہر سمت ہڈیاں ہی نظر آتی تھیں جس کی وجہ سے ہڈآلی نام پڑھ گیا۔ اس لڑائی کے بعد دامنِ کوہ، کٹھہ گولے والی تک اعوانوں کے زیرِ عتاب آئے۔ ملک اللہ یار مٹھہ ٹوانہ کے علاقے سے گرفتار ہوئے اور گمنام ہو گئے۔

ایک دفعہ چٹہ سے ڈاکو لڑکی اغواء کر کے پیڑہ نمل لے گئے نور محمد ببرال نے پولیس کے ساتھ مل کر مقابلہ کیا تین ڈاکو قتل ہوئے محمد نواز آف چٹہ نابینا

www.Awans.com.pk

ہوئے اور لڑکی واپس لائے۔

غوث محمد گڈھا بھرال کے نامور ڈاکو ہو گزرے ہیں انہیں اچھالی سے گرفتار کر کے ایس پی کے حوالے کیا گیا تو غوث محمد نے نور محمد سے اپیل کی تو نور محمد نے پولیس سے واپس لے کر بھگا دیا۔ ایک اور ھستی جہان خان ہو گزری ہے جسے قتل کرنے کے لئے طورا خان کو بلایا گیا لیکن ناکامی ہوئی۔

اچھالی کے استاد ملک غلام رسول مرحوم نوشہرہ ہائی سکول میں معلم رہے آپ انگریزی پڑھاتے تھے۔

والی بال کے نامور کھلاڑی محمد خان کا تعلق اوچھالی سے ہے محمد خان عالمی سطح پر پاکستان کی نمائندگی کر چکے ہیں اس کے علاوہ ملک کے طول و عرض میں ان کا کھیل پسند کیا جاتا ہے۔

اوچھالی وادی سون میں ذرائع آمدورفت کا دوسرا بڑا مرکز ہے جہاں سے پنجاب بھر میں اور براستہ سکیسر قائدآباد کے لئے بسیں چلتی ہیں۔امب شریف اور سلطان آباد(مہوڑیاں والہ) جانے والے سیاح اوچھالی سے براستہ مہوڑیاں والہ امب شریف جا سکتے ہیں۔

چشمہ:

اوچھالی سے کوئی دو کلومیٹر کی مسافت پر قدرتی چشمہ ہے جس کے پانی سے خوبصورت آبشار بن رہی ہے۔دو پہاڑوں کے سنگم کے بیچ یہ آبشار اپنا منفرد نظارہ پیش کرتی ہے۔ اور سلطان آباد سے آنے والے سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔

www.Awans.com.pk

جھیل او چھالی:

اوچھالی اور انگہ کے وسط میں کھاری پانی پر مشتمل وسیع وعریض جھیل ہے جو تقریباً ساڑھے گیارہ سو ایکڑ ایریا پر مشتمل ہے جو برسات کے موسم میں بڑھ کر تیرہ سو ایکڑ تک جا پہنچتی ہے۔یہ پانی آبپاشی کے قابل نہیں البتہ اردگرد کا رقبہ انتہائی ذرخیز اور پانی میٹھا ہے۔جھیل کے کنارے چھ گاؤں سے جھیل کا نظارہ نہایت دلکش ہے یہاں مرغابیوں کے علاوہ کافی جنگلی حیات موجود ہے جس کی وجہ سے دلکشی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایک روایت ہے کہ کئی سو سال پہلے اس جھیل کا پانی سرخ ہو گیا تھا اور آہستہ آہستہ معمول پر آ گیا۔محکمہ ارضیات اور معدنیات کے مطابق ان پہاڑوں کے نیچے گندھک کی کثیر مقدار ہو سکتی ہے جبکہ آتش فشاں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا البتہ اس جھیل کی بدولت ایسی صورتحال فی الحال ایسا کچھ نظر نہیں آتا۔

www.Awans.com.pk

امب شریف

آسمان کو چھوتے سکیسر کے پہاڑوں کے جنوب مغرب میں تاریخی گاؤں امب شریف آباد ہے یہ اوچھالی سے براستہ سکیسر کوئی بیس کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔دامن کوہ ایک نالہ بہتا ہے جس کے ساتھ ساتھ امب شریف کو جانے والی سڑک ہے سڑک کے دونوں جانب نمک کی کانیں ہیں ۔امب شریف قدرے بلندی پر ہے جہاں کی آبادی دو ہزار کے لگ بھگ ہے۔

امب شریف تاریخی اہمیت کے ساتھ ساتھ قدرتی حسن سے بھی مالا مال ہے یہاں کی خاص بات سلطان ابراہیمؒ ساڑھی والے کا دربار اور راجہ امبریک کا قلعہ ہے۔ان کے علاوہ یہاں کئی ایک چشمے بہتے ہیں اور علاقے میں پانی کی ضرورت کے ساتھ ساتھ حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔ان میں برساله، سگھی والا، ڈھاری کرنکروٹ، نیلا چوہا، چولائی وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت سلطان ابراہیمؒ ساڑھی والے:

حضرت ابراہیمؒ ساڑھی والے معرفت اولیاء کے درجہ سلطانی کے آخری سلطان ہیں۔آپ مغل حکمران اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں ہو گزرے ہیں۔آپ نے طویل عمر پائی ایک رویت میں آپ کی عمر ڈیڑھ سو سال بتائی جاتی ہے۔

آپ نے کم عمری میں میں حفظ کیا اور سندھ میں سید محسن شاہؒ کی خلافت

www.Awais.com.pk

میں رہے۔وہاں سے حجاز مقدس تشریف لے گئے مکہ اور مدینہ میں آپ نے لگ بھگ تیں سال قیام کیا اس دوران عراق میں پیرغوث اعظمؒ کے مقبرے کے قریب چلہ کشی کی۔ وہاں سے وطن واپسی پر جنوبی پنجاب کے علاقوں جتوئی، اور دریشک میں رہے مدت تک حضرت صدرالدین شاہؒ دین پناہ کے دائرہ میں رہے۔سکھوں نے تنگ کیا تو دریائے سندھ کے کنارے رہائش اختیار کی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کو اس جگہ ٹھہرنے کا حکم ہوا جہاں پہاڑ کی چوٹی سے پتھر چاروں اوٹ لڑھک سکے۔آپ اپنی منزل کی تلاش میں انب شریف پہنچے تو اپنا مطلوبہ پہاڑ مل گیا، یہاں قیام فرمایا۔ڈیرہ پنڈال کے قریب ایک مہیلہ ہے جہاں آپ چلہ فرماتے تھے۔آپ نے ایک مسجد تعمیر کرائی۔

انب شریف میں ہندووں کی اکثریت تھی ایک بار ہندو گنگا میں اشنان کے لئے وسطی ہند جا رہے تھے سلطان ابراہیمؒ نے انہیں وہاں جانے سے منع کیا کہ اتنے دور جانے کی کیا ضرورت ہے اللہ پاک یہاں ہی پاک چشمہ نکالے گا، آپ نے اپنا عصا مبارک زمین میں مارہ وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا، ہندووں کی اکثریت نے وہاں اسلام قبول کرلیا۔

سلطان ابراہیمؒ کی کرمات کے متعلق کئی ایک روایات علاقے میں مشہور ہیں۔ یہاں میں سلطان ابراہیمؒ کے متعلق مناقب سلطانی کے حوالے سے ایک بات شامل کر دوں مناقب سلطانی فصل دوم صفحہ ۱۵۴ پر مصنف صاحبزادہ سلطان حامدؒ نے ایک واقعہ تحریر کیا ہے، جس کی نہ ہی تصدیق ہو سکی نہ ہی اس واقعہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے۔واقعہ کچھ یوں ہے۔۔۔۔

جب آپ حرمین شریف سے واپسی پر تبی سردائی کے لوگ آپ کو سلطان

العارفین سلطان باھوؒ قدس سرہ کی اولاد میں سے بتاتے ،چنانچہ یہ بات جب حضرت سلطان العارفینؒ نے سنی (حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ کی تاریخ وصال ۱۱۰۲ھ ہے جبکہ حضرت سلطان ابراہیمؒ نے ۱۲۴۴ھ میں رحلت فرمائی آپ کی عمر ڈیڑھ سو برس بتائی جاتی ہے ان حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو سلطان العارفینؒ کی زندگی میں سلطان ابراہیمؒ ابھی بچپن کے مراحل میں تھے جبکہ واقعہ حرمین شریف میں تیس سال گزارنے کے بعد واپسی پر پیش آیا جو فرضی معلوم ہوتا ہے) تو میرے (مصنف مناقب سلطانی) دادا حضرت شیخ سلطان عظمتؒ جن کا روضہ احمد پور داود پوترہ میں ہے اور میرے جد بزرگوار حضرت شیخ نور محمدؒ جو میرے حد بزرگوار حضرت شیخ حافظ محمدؒ سجادہ نشین قدس سرہ کے حقیقی بھائی تھے یہ دونوں صاحب ٹبی سردائی فقیر سلطان ابراہیمؒ کے پاس پہنچے انہوں نے اس کا مال متاع لٹا دیا اور اسے قید کرلیا اور اس کا قصور یہ قرار دیا کہ اس نے کیوں اپنے آپ کو حضرت سلطان العارفینؒ کی اولاد ظاہر کیا۔

کسی بھی مستند روایت یا حوالہ سے اس واقعہ کی تصدیق نہیں ہوتی، محض لفظ 'سلطان' کی مطابقت کے باعث لوگوں کے ذہنوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے البتہ تصادم کی نوبت ہرگز ہرگز نہیں ہوئی۔

حضرت سلطان ابراہیمؒ کئی بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لائے۔ حضرت سلطان ابراہیمؒ کا یہ مقام ہے کہ ایک بار ہاتھ پاؤں سے محروم شخص آیا جو زندگی سے مایوس ہو چکا تھا لوگوں نے اٹھا کر حضرت سلطان ابراہیمؒ کی خدمت میں پیش کیا،اس نے عرض کی یا شیخ میں بول و براز کی محتاجی سے اس قدر تنگ ہوں کہ ہر وقت ان میں لتھڑا رہتا ہوں کیونکہ ہر وقت مجھے کوئی نہیں

www.Awans.com.pk

دھوسکتا، اس واسطے کہ میں مسکین ، بے نوا ہوں آپ دعا کریں کہ میں مر جاؤں تا کہ اس عذاب سے بچ جاؤں کیونکہ زندہ رہنے سے میرا مرنا ہی بہتر ہے۔ حضرت سلطان ابراہیمؒ نے فرمایا کہ اے رانجھا موت کیلئے دعا کرنا جائز نہیں عرض کیا تو پھر دعا کریں کہ روٹی پانی نہ کھاؤں پیوں ۔۔۔فرمایا، خوب پیٹ بھر کر کھا،عرض کیا کہ پھر اس طرح بول و بزار میں لتھڑ جاؤں گا۔فرمایا جو ملے کھاؤ پیؤ بول و بزار نہیں آئے گا۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد رانجھا جب تک زندہ رہا کبھی بول و بزار کی حاجت نہیں ہوئی حالانکہ جو کچھ ملتا بیدریغ کھاتا پیتا۔آپ کی اس کرامت کو کئی امراء بالخصوص ملتان کے صوبہ دار حاجی غازی شہید نواب محمد مظفر خان سدوزئی نے رانجھا کو بلا کر امتحان کیا تو درست پایا۔

آپ کا مزار مبارک انب شریف میں ہے وہاں ہر سال یکم اور دو ذی الحجہ کو عرس منایا جاتا ہے۔

عبدالرشید بھٹی:

پنجابی زبان کے مشہور گلوکار عبدالرشید کا تعلق اسی گاؤں سے ہے عبدالرشید بھٹی نے پہاڑی لہجے میں ہوائی جگ گایا اور اپنی آواز کا خوب جادو جگایا۔ عبدالرشید بھٹی کے سینکڑوں البم ریکارڈ ہوئے اور ایک مدت تک علاقے میں چھائے رہے آج کل موسیقی کو الوداع کہہ چکے ہیں۔عبدالرشید بھٹی نے اپنے گیتوں میں ہمیشہ وادی سون اور وادی کی باسی قوم اعوان کی ترجمانی کی اور علاقائی سطح سے ہٹ کے عالمی سطح پر متعارف کرایا۔

قلعہ امب شریف

امب شریف سے جنوب کی جانب کوئی دوکلومیٹر کی مسافت پر تاریخی قلعے کے آثار ملتے ہیں یہاں تک پختہ سڑک موجود ہے۔ڈھوڈا نالہ کے قریب دو عمارتیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بڑی بڑی دیواریں جو کبھی قلعہ کے حصار تھے۔ ایک بلند عمارت جس کے بارے میں روایت ہے کہ سات منزلوں پر مشتمل یہ مندر تھا اب تین منزلیں باقی ہیں اوپر والی منہدم ہو چکی ہیں ۔اگر محکمہ آثار قدیمہ یہاں بروقت حفاظتی اقدام نہ کرتا تو یہ بھی زمانے کی دست وبرد کا شکار ہوجاتے۔ یہاں ہی قریب ایک اور مندر موجود ہے جس کی عمارت قدرے چھوٹی ہے لیکن طرز تعمیر، سامان عمارت سب کچھ ایک ہی ہے دونوں میں کھنگروں والے بلاک استعمال کیے گئے ہیں عمارت تزئین و آرائش سے اندازہ ہوتا کہ کشمیری انداز کی طرز تعمیر ہے۔یہاں سے کئی ایک مجسمے ملے ہیں جو لاہور عجائب گھر میں محفوظ ہیں ان کے علاوہ ۱۸۸۶ء میں ساڑھے پانچ سو کے قریب گیارھویں صدی عیسوی کے سکے ملے ہیں۔

اس قلعہ کے نیچے چشمہ بہتا ہے۔یہاں سے علاقے کا خوبصورت منظر، پر اسرار خاموشی آج بھی سیاحوں کا دل موہ لیتی ہے ۔یہاں پر احساس تنہائی شاعروں کے لئے جنت سے کم نہیں۔ یہ ایک وسیع علاقہ ہے جہاں کبھی

خوبصورت آبادی رہی ہے۔

اس قلعہ کے متعلق ایک کتبہ کا حوالہ موجود ہے جس کے مطابق یہ راجہ امبریک نے تعمیر کرایا۔راجہ سیفل اور اس کی محبوبہ کے حوالے سے بھی کئی ایک داستانیں مشہور ہیں جن کے مطابق دونوں کی خوابگاہیں آمنے سامنے تھیں اور وہ ایک دوسرے کا دیدار کرتے تھے۔تاریخی اعتبار سے یہ قلعہ وادی کا قیمتی اثاثہ ہے۔

سلطان آباد:

اوچھالی سے سات کلومیٹر اور امب شریف سے چھ کلومیٹر کی مسافت پر سلطان آباد گاؤں ہے جس کا پرانا نام مہوڑیاں والا تھا۔یہاں کی آبادی لگ بھگ ڈیڑھ ہزار ہوگی۔یہاں تک پختہ سڑک ہے جبکہ بجلی کی نعمت سے محروم یہ گاؤں پسماندگی کی تصویر پیش کرتا ہے۔یہاں واٹر سپلائی کا منصوبہ کھٹائی میں پڑا ہے۔آج کے اس ترقی یافتہ دور میں ہاتھ والی چکی سے آٹا پیسنے کے مناظر سلطان آباد میں عام نظر آتے ہیں۔یہاں کے لوگ زیادہ تر زراعت اور گلہ بانی کرتے ہیں۔

سلطان آباد کے نزدیک پرانی آبادی کے آثار ملے ہیں۔

www.Awans.com.pk

چھٹہ

چھٹہ جہیل اوچھالی کے کنارے چھوٹا سا خوبصورت گاؤں ہے جو اپنی یادگار روایات کی وجہ سے الگ مقام رکھتا ہے۔ نام کی وجہ تسمیہ یہاں سفید مٹی پائی جاتی ہے۔ چٹا کی آبادی چار ہزار سے تجاوز کرچکی ہے۔یہاں کی خاص بات یہاں کے انتہائی شریف،ملنسار اور سادہ سے باسی ہیں۔چھٹہ نہایت مثالی گاؤں ہے یہاں بوائز ایلیمینٹری جبکہ لڑکیوں کا پرائمری سکول ہے۔

۱۹۱۳ء میں امریکن محقق ڈی ٹیرا نے اپنی ٹیم کے ہمراہ یہاں سے پتھر کے اوزاروں کا ایک ذخیرہ دریافت کیا۔

یہاں سے کوئی دومیل کی مسافت پر شیخ کمالؒ نامی بزرگ کی خانقاہ کے نزدیک قدیم کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔۱۸۸۹ء میں چھٹہ کی ایک پہاڑی کے قریب ۳۹۵ قدیم زمانے کے سکے ملے۔

حافظ میاں محمد الیاسؒ:

آپ چھٹہ کے نہایت نامور بزرگ ہو گزرے ہیں۔آپ کا زمانہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت کے لگ بھگ بتایا جاتا ہے کیونکہ روایت ہے کہ عصر کے وقت عالمگیر کا یہاں سے گزر ہوا تھا۔(واضح رہے کہ تپہ کی پٹی انگہ اورسکیسر کی شمالی پٹی وسط ایشیا اورہند کے درمیان قدرتی گزرگاہ تھی)انہوں نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی دوران نماز ایک واقعہ پیش آیا جس میں پہلے

عالمگیر نے نماز توڑی بعد میں حافظ محمد الیاسؒ نے ان کی اقتدا میں نماز توڑ دی معرفت کی بات یہ تھی کہ دونوں تخیل میں دربار رسالتؐ پہنچے تھے اس واقعہ کے بعد عالمگیر نے یہاں کا مالیہ معاف کر دیا۔اس کے علاوہ مشہور ہے کہ دربار الیاسیؒ پر شیر اور شیرنی ہر جمعرات حاضری دیتے ہیں۔

آپ نے دو شادیاں کیں پہلی شادی میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں بعد میں بیوی بچے سب فوت ہو گئے ساٹھ سال سے زائد عمر میں پہنچے تو دوسری شادی کی۔

حافظ محمد الیاسؒ نے دو منزلہ عمارتوں اور چوپال بنانے سے منع فرمایا تھا۔

باباجا گو شہیدؒ:

آپ چھنہ کے رہنے والے تھے آپ کی بہت سی کرامات آج بھی چھنہ میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اس شہر میں کوئی چوری نہیں کر سکتا اگر کوئی ایسی جسارت کرے تو نظر غائب ہو جاتی ہے۔

باباجا گوؒ کے متعلق مشہور ہے کہ سکھوں سے لڑائی میں سرتن سے جدا ہو گیا تو تن لڑتا رہا۔

دوست محمد عجب:

آپ چھنہ گاؤں کے مایہ ناز شاعر ہیں آپ کا شاعری مجموعہ ''کرب دروں'' طباعت کے زیور سے آراستہ ہو چکا ہے آپ کے ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے ناقدین کی رائے ہے کہ آپ بھی مستقبل قریب میں وادی کا نام روشن کریں گے۔چھنہ کی مختصر سی تاریخ میں فیروز خان اور سید امیر نے ۱۹۷۱ء میں جام شہادت نوش فرما کر اپنی جان وطن عزیز پر نچھاور کی۔

www.Awans.com.pk

کوٹلی، اوگالی

یہ دونوں الگ الگ گاؤں ہیں جو بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث جڑواں ہو چکے ہیں۔بنیادی طور پر یونین کونسل انگہ کا حصہ ہیں ۔یہاں پر قدیم انسانی آبادی کے آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جگہ زمانہ قدیم سے ہی انسانی آبادی کا مرکز رہا۔یہاں کئی ایک جگہ ہیں جن میں سے مجسمے ملے ہیں جن میں چاقو، ٹوکا وغیرہ بھی شامل ہیں۔

کوٹلی اوگالی انگہ سے کوئی تین کلو میٹر کے فاصلے پر ہے یہ جھیل اوچھالی کے انتہائی شمال مغرب میں ہونے سے انتہائی خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں یہاں کی آبادی لگ بھگ چار ہزار ہو گی۔

چاہڑ سیرو والے کے کھنڈرات کے آثار تو کم کم ہی نظر آتے ہیں البتہ یہاں بھی کبھی انسانی آبادی رہی ہے۔کوٹلی اوگالی کے شمال میں وسیع جنگلات ہیں جہاں چترا (LEOPARD) وغیرہ رہائش رکھتے ہیں شکار کی وجہ سے آجکل وادی میں چترا کی تعداد کم ہے۔

www.Awans.com.pk

انگہ

وادی کے جنوب مغرب میں واقع پہاڑی سلسلے پر انگہ کا قدیم شہر آباد ہے۔ روایت ہے کہ وادی کے تین قدیم شہروں میں ایک انگہ ہے۔نام کی وجہ تسمیہ مشہور ہے کہ دندہ شاہ بلاول سے حضرت شاہ بلاول ہمدانیؒ ٹیکے لگانے تشریف لائے مقامی زبان میں آنگہ کہتے ہیں،بعد میں انگہ شاہ بلاول کے نام سے مشہور ہوا۔(حضرت شاہ بلاول ہمدانیؒ کی گرمیوں میں قیام گاہ انگہ میں تھی اور بعد ازاں ان کی وفات بھی اسی مقام پر ہوئی)

پیرزادہ غلام میراں قاسمی نے ایک اور روایت کی جانب اشارہ کیا کہ نادر شاہ کے زمانے میں دھاڑ کے دوران مکیں اوپری پہاڑی میں جا چھپے گاؤں میں ایک جوان تھا جس سے ڈاکوؤں نے مکینوں کا دریافت کیا تو اس نے فارسی میں جواب دیا ''آں کہ'' مطلب ہے وہاں چھپے ہیں اسی مناسبت سے آں کہ سے انگہ پڑا۔

انگہ بھی کثیر آبادی کا شہر ہے جس نے ایسے ایسے سپوتوں کو جنم دیا جنہوں نے وادی تو کیا دنیا میں اسلام ،علم و ادب کی روشنی کو پھیلایا مکمل تفصیل کے لئے تو شاید صرف انگہ کے لئے ایک الگ تحقیق درکار ہوگی البتہ ذیل میں تبرکاً چند ایک اولیاء اللہ کا ذکر حاضر ہے۔

حضرت سلطان فتح محمدؒ:

www.Awans.com.pk

آپ حضرت سلطان باھوؒ کے دادا ہیں اور یہاں بیرونی قبرستان میں آرام فرما ہیں اس قبرستان میں بڑی تعداد میں اولیاء اللہ آرام فرما رہے ہیں یہ قبرستان کوٹلی اوگالی کو جانے والی سڑک کے ساتھ واقع ہے۔ سلطان فتح محمدؒ کے مزار پر چوبیس گھنٹے آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اور لنگر تقسیم ہوتا ہے۔اب وہاں ان کا سالانہ عرس بھی ہوتا ہے۔

حضرت سلطان محمودؒ:

آپ اعلیٰ پائے کے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ حدیث وغیرہ میں کمال رکھتے تھے۔حضرت خواجہ شمس العارفین سیالویؒ کے مریدوں میں سے تھے۔آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ آپ کے شاگرد رہے اور جہاں آپ نے تعلیم حاصل کی وہ مکتب مہر علیؒ کے نام سے آج بھی موجود ہے۔

حضرت محمد قاسمؒ:

آپ سید احمد میراںؒ آف بھیرہ شریف کے خلیفہ اول تھے آپ نے علم کی روشنی کو عام کیا۔آپ کا دربار قادریہ قاسمیہ ڈھوڈر شریف گجرات میں ہے۔ احمد ندیم قاسمیؒ کا تعلق آپ سے جا ملتا ہے۔آپ کی اولاد قاسمی کہلاتی ہے۔ایک اور وجہ تسمیہ جو لفظ قاسمی سے متعلق کافی ابہام پیدا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت محمد قاسمؒ کے مدارس سے فیض حاصل کرنے والے طلبا فخریہ اپنے نام کے ساتھ 'قاسمی' کا اضافہ فرماتے ہیں ان میں عطا الحق قاسمی،عبدالحق قاسمی اور ضیا الحق قاسمی شامل ہیں۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ

علم و آگہی کے بحر بیکنار، معرفت و ادب کے آفتاب علم تاب، بازید محمدؒ اور بیبی راستی جیسی ہستیوں کے فرزند یعنی نجیب الطرفین ولی، اویسی سلسلے کی آبرو محمد باھوؒ جو سلطان العارفین سلطان باھوؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ علم لدنی کے گہرے سمندر، عربی، اردو فارسی اور پنجابی کی ایک سو چالیس کتب کے مصنف، ترک لزات اور فقر میں اصحاب صفہ کے نقش قدم پر چلنے والے سلطان باھوؒان سلوک کے منفرد مسافر جنہوں نے اپنی تعلیمات کے لئے شاعری کو ذریعہ اظہار بنایا۔ زندگی میں فیض کا سرچشمہ تھے تو بعد از وصال بھی اس میں کمی نہ آنے دی، اس ہستی کی داستان حیات جو گود سے گور تک سراپا خیر وبرکت ثابت ہوئی۔

بازید محمدؒ کا تعلق قبیلہ اعوان سے تھا آپ وادی سون کے مشہور گاؤں انگہ شاہ بلاول کے رہنے والے تھے اور وہ پشتنی رئیس تھے۔ رب کائنات نے ان کو دولت دین اور دنیا سے بطور خاص نواز رکھا تھا۔ حضرت بازید محمدؒ سلطنت دہلی کے شاہی منصب دار تھے مگر یہ ملازمت ان کی طبع پر گراں گزرتی تھی چنانچہ وہاں سے سرکاری منصب کو چھوڑ کر اپنے وطن تشریف لے آئے۔

www.Awans.com.pk

۱۰۳۹ھ ماہ رمضان میں سلسلہ قادری کا اویسی آفتاب عالم تاب طلوع ہوا ،والدین نے حسب انقا بچے کا نام محمد باھوؒ رکھا جو بعد میں سلطان العارفین سلطان باھوؒ مشہور ہوا۔بابرکت بچے نے اپنی ولایت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک والدہ کا دودھ پینے سے انکار کر دیا ماں تو پہلے ہی اپنے لخت جگر کے مقام سے واقف تھی لہذا اسے پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں تھی مگر اس کا چرچا گلی گلی ہوا اور خلق خدا آپ کی زیارت کو آنے لگی۔

سلطان العارفین سلطان باھوؒ ماں کی گود میں تھے جب حیرت انگیز واقعات رونما ہونا شروع ہوگئے ان کے پڑوس میں بھگوان داس نامی برہمن رہتا تھا جو اٹھتے بیٹھتے دیوی دیوتاؤں کی یاد میں رہتا تھا ایک روز اس کی نگاہ دایہ کی گود میں اٹھائے ہوئے اویسی ولی (سلطان العارفین سلطان باھوؒ) پر پڑ گئی تو بے اختیار انہوں نے کلمہ طیبہ دہرانا شروع کر دیا۔پہلے تو اس نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر روکنا چاہا پھر اچانک کہنے لگا میں غلام اللہ ہوں غلام محمد ہوں،سارے شہر میں دھوم مچ گئی غیر مسلموں نے کہا بھگوان داس آدھرمی ہوگیا ہے جبکہ مسلمانوں نے کہا وہ حسار عافیت میں آگیا پھر یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا جس غیر مسلم کی نگاہ سلطان کے رخ انور پر پڑتی وہ کلمے کا ورد شروع کر دیتا آخر غیر مسلم اہل دانش وفد بن کر حضرت بازیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے بے تکی درخوست پیش کی کہ جناب آپ خادمہ کو حکم دیں کہ بچے کو لے کر باہر نہ نکلا کرے ہمارا دھرم خطرے میں پڑ جاتا ہے بازیدؒ نے یہ درخوست قبول کر لی مگر جب سلطان قدم بہ قدم چلنے لگے تو خود باہر نکل آتے

اور وہی مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا جس بت پرست کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑتی اس کے اندر روشن ہو جاتا جس کا حل یہ تلاش کیا گیا کہ جب بھی سلطان تنہا یا کسی کی ہمراہی میں گھر سے قدم نکالتے تو ہندوؤں کے متعین کردہ افراد اعلان کرنے لگ جاتے اپنے دھرم کی رکھشا کرلو باھو جی گھر سے نکل چکے ہیں لوگ خفاشوں کی طرح روشنی سے منہ موڑ کر ادھر اُدھر چھپ جاتے، پھر ان واقعات کی انتہا ہوگئی سلطان العارفینؒ کی طبیعت ناساز ہوگئی شورکوٹ کا حاذق طبیب اتفاق سے برہمن تھا اس نے مریض کا علاج کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا میں مروت میں آکر یہ چند ٹکوں کی خاطر اپنے دھرم کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا، آخر حضرت بازیدؒ کے غلاموں نے منفرد قسم کی دھمکی دیتے ہوئے کہا اگر آپ نے بچے کا علاج نہ کیا تو ہم تمھاری محافل میں ان کو اچانک لے آیا کریں گے اس طرح تم لوگوں کو اپنے دھرم سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں گے، یہ دھمکی کام کرگئی اور حاذق طبیب نے حل پیش کیا کہ اسے مریض کا قارورہ دکھایا جائے تو علاج پھر بھی تسلی بخش ہوگا چنانچہ بچے کا قارورہ حکیم کو دکھایا گیا تو ہونی ہو کر رہی اور حکیم صاحب بلند آواز میں کلمہ پڑھنے لگے اس واقعہ کی تفصیل شیخ سلطان حامدؒ کی تصنیف مناقب سلطانی پہ موجود ہے۔

تجلیات:

تجلیات الٰہی کے نزول کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ فرائض کی ادائیگی سے سبکدوش ہوگئے تھے بلکہ آپ نے کبھی کوئی مستحب تک ترک نہیں کیا۔ پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کی بنا پر آپ کو اویسی کہا جاتا ہے۔

شورکوٹ کے نواح میں سلطان باھوؒ ذکر و فکر میں مشغول تھے کہ آپ کو

اپنے جد اعلیٰ حضرت علی ابن ابی طالبؓ کا دیدار نصیب ہوا،شیر خدا کی زیارت کے ساتھ ہی ساری بے چینیوں کو قرار آ گیا ۔حیدر کرارؓ آپ کو لے کر اس محفل میں پہنچے جس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے یہ صرف قادر مطلق کی کرم نوازی کا نتیجہ ہے ،اس محفل میں حضور اکرم ﷺ بنفس نفیس تشریف فرما تھے اہل بیت تشریف رکھتے تھے امت محمدی کے ارحم صدیق اکبرؓ تھے حق و باطل میں امتیاز کرنے والے عمر فاروقؓ تھے اور حیا کی آبرو عثمان غنیؓ تھے، بقول سلطان باھوؒ اس محفل میں مولائے کائنات نے از خود نگینہ التفات سے سرفراز فرمایا پھر میں نے امامین کی قدم بوسی کی اور سیدہ النساء حضرت فاطمہ الزہراؓ نے مجھے اپنا فرزند قرار دیا،جس کے بعد ساری بلندیاں سارے عروج ختم ہو گئے ۔ازاں بعد مجھے غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد کیا گیا۔

سلطاں باھوؒ رقم طراز ہیں میں نے اپنی ظاہری نگاہ سے یہ سب کچھ دیکھا اور میں اپنے ظاہری وجود کے ساتھ ان بلندیوں پر موجود تھا اس فیضیابی کے بعد باھوؒ ہر پل ہر گھڑی وحدانیت کے کیف و سرور میں مستغرق رہتے اور جلال و جمال کی اس مستی کی بنا پر عارفین کے سلطان قرار دیئے گئے۔آپ نے کیف و مستی کو بڑا بلند مقام دیا۔

نا مست نگر وی نکشی یا رعم عشق

آرے آرے شتر مست کشد بار گراں را

اس کے علاوہ لاتعداد ایسے واقعات سے کتب بھری پڑی ہیں جہاں سلطان باھوؒ کی کرامات ظاہر ہوئیں،مغل بادشاہوں، امراؤں اور بڑے بڑے غیر مسلموں نے آپ کی اطاعت کی۔

شادیاں:

آپ نے چار ازواج سے نکاح کیا دو کا تعلق قبیلہ اعوان سے تھا، تیسری بیوی مخدوم برہان کے خاندان سے تھی اور چوتھی ملتان کے ہندو ساہوکار کی بیٹی تھی۔ سلطان باھوؒ ایک بار بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی کے مزار سے باہر آئے تو دریا کنارے بیٹھ کر وضو کا ارادہ کیا اچانک ایک پریشان حال دوشیزہ آپ کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی ،جب آپ مزار سے باہر نکلے تو مجھے چشم تصور سے ایک دلکش منظر دکھلایا گیا میں آپ کی ہونے والی بیوی ہوں،آپ مراقبے میں جا کر ملاحظہ فرمائیں سلطان باھوؒ مراقبے میں گئے تو دوشیزہ کی سچائی ظاہر ہوگئی اس طرح وہ نومسلم دوشیزہ آپ کی چوتھی بیوی بن گئی۔

شورکوٹ پہنچے تو بی بی راستی نے بلند مرتبت بیٹے کو معرفت الٰہی کی تکمیل کا حکم دیا جس میں ظاہری مرشد کا دامن پکڑنا ہر لحاظ سے مناسب اور سودمند ہوا کرتا ہے چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے شاہ حبیب اللہ قادریؒ کے ہاں پانی بھرا ،پیر سید عبدالرحمٰنؒ دہلوی کے ہاں گئے اور دہلی کا طویل سفر کیا۔

دنیاوی لحاظ سے آپ کو کھیتی باڑی پسند تھی وہ جاگیردار ہونے کے باوجود فقیرانہ زندگی پسند فرماتے تھے۔

تصانیف:

سلطان العارفینؒ نے شعور کی آنکھ کھولی تو فصیل جان پر واردات الٰہی کا آغاز ہو گیا اور جسم و جان پر ہر وقت ایک سرور کی سی کیفیت طاری رہی ان حالات میں علوم ظاہری کی طرف توجہ دینا ممکن ہی نہ تھا مگر حیرت انگیز بات کہ آپ تحریر وتقریر میں مہارت رکھتے تھے۔ ۱۴۰ کتب کی تصنیف ان کا بین ثبوت

ہے مجبوراً ہمیں یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب علم لدنی کا فیض تھا آپ نے اپنی معروف کتاب عین الفقر میں خود ارشاد فرمایا اس بندہ ناچیز نے علوم ظاہری کے لئے کسی کے آگے زانوے تلمذ نہیں کیا۔

سلطان باھوؒ کے ایک خلیفہ ابو صالح موسیٰ المعروف مومن شاہ گیلانی نے آپ کی ایک سو چالیس کتب جمع کیں۔ یہ وہ کتب ہیں جن کا سراغ مل سکا۔ چیدہ چیدہ کتب درج ذیل ہیں،عین الفقر،عقل بیدار، تلمذ الرحمٰن،مجالستہ النبیؐ، بحث الاسرار، اسرار قادری،توفیق الہدایت، تیغ برہنہ،مجموعۃ الفصل،محک الفقر،فضل البقا،الشمس العارفین،دیوان باھوؒ(صغیر وکبیر) رسالہ روحی،اورنگ شاھی،امیر الکونین، جامع الاسرار،مفتاح العاشقین،قرب دیدار،نور الہدیٰ عین الجاہ،قطب الاقطاب،محکم الفقرا،کشف الاسرار اورشمس العاشقین۔

وفات:

۱۱۰۲ھ جمادی الثانی کی یکم تاریخ تھی جمعتہ المبارک رات کے تیسرے پہر سلطان العارفینؒ کو رحلت کی گھنٹی سنائی دی وہ تو پہلے ہی تیار بیٹھے تھے عمر بھر فرائض اور سنت نبوی ﷺ کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا تھا تاہم عمر عزیز کے لحاظ سے بھی سنت نبوی ﷺ پرعمل کیا اور ۶۳ برس کی عمر میں راہی ملک عدم بقاء ہوئے موضع قہر گاں شورکوٹ کے قلعے میں تدفین ہوئی۔

www.Awais.com.pk

کلام باھوؒ

ایہہ تن میرا چشماں ہووے مرشد ویکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے منڈھ لکھ لکھ اکھیاں اک کھولاں اک کجاں ہو
انہاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے فیر میں کت ول بھجاں ہو
مرشد دا دیدار باھوؒ میکو لکھ کروڑاں حجاں ہو

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من وچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیوس ہر ہر رگ ہرجائی ہو
اندر بوٹی شور مچایا جان پھلن تے آئی ہو
جیوے حضرت مرشد باھوؒ جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ موہانے ہو
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگوں تانے ہو
جو اس دل دا محرم باھو سو یو رمز پچھانے ہو

www.Awans.com.pk

احمد ندیم قاسمیؒ

اٹک کا نام آتے ہی جس ہستی کا نام ذہن میں آتا ہے وہ عظیم ہستی احمد ندیم قاسمیؒ ہے جنہوں نے نہ صرف وادی بلکہ اردو افسانے اور غزل کو دنیا بھر میں ایک الگ رنگ دیا۔

احمد ندیم قاسمیؒ ۲۰ نومبر ۱۹۱۶ء اٹک میں پیدا ہوئے جب آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ کے والد نبی جیؒ وفات پا گئے ۔احمد ندیم قاسمیؒ نے ابتدائی تعلیم اٹک میں ایک مسجد میں حاصل کی اس کے بعد اپنے چاچا پیر حیدر شاہ (ڈپٹی کمشنر) کے ہاں چلے گئے۔ وہاں سے ۱۹۳۱ء میں میٹرک،۱۹۳۳ء میں ایف اے، صادق ایجرٹن کالج بہاولپور سے ۱۹۳۵ء میں بی اے کیا اور ایم اے بھی بہاولپور سے کیا۔

آپ کے لڑکپن کا زمانہ انتہائی شاندار گزرا آپ کے ان دنوں کے بارے میں پیر زادہ غلام میراں قاسمی بتاتے ہیں کہ سب چچا زاد بھائی چاچا کے ہاں اٹک میں رہتے تھے اور اکٹھے پڑھتے تھے ایک دن ایک واقعہ پیش آیا جس کا نشان عمر بھر قاسمی صاحب کے ساتھ رہا۔قصہ کچھ یوں ہے کہ ایک گنا ان کے ہاتھ لگا اور سب اسے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ احمد شاہ (احمد ندیم قاسمی صاحب) سے گنا چھیننے کی کوشش میں اس کا گال اس شدت

www.Awars.com.pk

سے کٹ گیا کہ خون کے فوارے چھوٹ گئے سب ڈر گئے اور فی الفور راکھ سے زخم سے بہنے والا خون بند کیا اور احمد کو تاکید کی کہ جب بھی چاچا جی کے سامنے پڑھنے آنا تو زخم پر ہاتھ رکھ لینا زخم مندمل ہونے تک احمد شاہ نے یہ بات چاچا سے پوشیدہ رکھی۔

احمد ندیم قاسمیؒ نے ادب کی دنیا میں قدم ۱۹۳۶ء میں رکھا جب انہوں نے رومان کے لئے پہلا افسانہ لکھا اور پھر تمام عمر لکھتے ہی رہے۔احمد ندیم قاسمیؒ دارالاشاعت،سویرا،نقوش،امروز،جنگ وغیرہ سے منسلک رہے۔۱۹۶۳ء میں فنون کا اجراء کیا ۱۹۷۳ء سے ۲۰۰۲ تک مجلس ادب کے ڈائریکٹر رہے۔قیام پاکستان کے وقت ریڈیو پاکستان پشاور سے جو ترانہ نشر ہوا اس کے خالق قاسمی صاحب تھے۔حکومت پاکستان کی جانب سے ۱۹۵۶ء میں چین کے دورے پر گئے۔

آپ کے ڈیڑھ درجن کے لگ بھگ افسانوی مجموعوں میں چوپال،آنچل، طلوع و غروب، گرداب، سیلاب، آبلے، آس پاس، درودیوار، سناٹا، بازار حیات، برگِ حنا ،کپاس کے پھول، بگولے،گھر سے گھر تک، نیلا پتھر شامل ہیں۔شاعری مجموعے رم جھم،دھڑکنیں،جلال و جمال شعلہِ گل،دشتِ وفا، بسیط ،دوام ،پسِ الفاظ ہیں۔وادی سے متعلق ایک متنازعہ افسانہ ''رئیس خانہ'' کے بارے میں احمد ندیم قاسمیؒ اپنی زندگی میں وضاحت فرما گئے کہ اس افسانہ کی کہانی کا وادی سون سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ضلع ساہیوال کاواقعہ ہے۔ انگریز جاپانیوں کے درمیان جنگ سے متعلق رلا دینے والا افسانہ 'ماں' لکھا مارشل لاء دور میں گرفتار ہوئے ان دنوں کا ایک یادگار قطعہ

بیٹھ کے صحن زندان میں سوچتا ہوں
کتنا دلچسپ نظارہ ہو گا
ان سلاخوں میں چمکتا ہوا چاند
تیرے آنگن میں بھی تو چمکا ہو گا

عروج و زوال ہر شخص کی زندگی میں آتے ہیں لیکن ایک شخص جس کی زندگی نہ کبھی زوال پذیر ہوئی نہ کبھی ان کی تخلیقات زوال پذیر ہوں گی وہ احمد ندیم قاسمیؒ کی شخصیت ہے۔جنہوں نے محنت کش غریب اور مزدور کی زندگی پر لکھا خاکسار نے ایک بار احمد ندیم قاسمیؒ صاحب کو ڈیرہ جات پر رہنے والے محنت کش کسانوں کے حوالے سے خط لکھا قاسمی صاحب نے اپنے لفظوں میں پرو کر اپنے کالم 'رواں دواں' کی زینت بنایا اور اس کالم کی بدولت حالات بدلے اور ایک سرکاری ادارے کو اپنی پالیسی بدلنی پڑی اس سے بڑھ کر کسی کے قلم میں اور کیا طاقت ہو سکتی ہے۔

ان کی پر سحر شخصیت کا اندازہ ان سے ملنے کے بعد ہوا ۲۸ فروری ۲۰۰۵ء ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی ان کا پیار ،جذبہ اور اپنائیت ایسی کہ ایک پل بھی ایسا نہ لگا کہ ہم دنیا کے عظیم شخص کے سامنے بیٹھے ہیں بلکہ ایسا ہی محسوس ہوا اپنے ہی کسی بزرگ، استاد کے سامنے بیٹھے ہیں۔یہ عظیم ہستی ۲۰۰۶ء میں لاکھوں چاہنے والوں کو پرنم چھوڑ کے جہان فانی سے کوچ کر گئے اللہ پاک انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

یوں تو اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہو گا کہ وہ لوگوں کے دلوں میں بستے ہیں

www.Awans.com.pk

لاتعداد سول اعزازات کے علاوہ حکومت پاکستان کی طرف سے آپ کو ستارہ امتیاز اور ۱۹۶۵ء میں پرائیڈ آف پرفارمنس دیا گیا۔

مولانا غلام مرشدؒ:

مولانا غلام مرشدؒ شاہی مسجد میں خطیب تھے اور یہاں لگ بھگ پچاس سال تک شاہی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔علامہ اقبالؒ نے خطابت کی درخواست کی انہوں نے حلال حرام کا فلسفہ پیش کیا تو وظیفہ مقرر ہوا ان کے نزدیک مانگنا حرام تصور کیا جاتا تھا۔

مولانا غلام مرشدؒ نے العلمائے ہند کانفرنس میں شرکت کی اور پاکستان سے الحاق کی قرارداد پیش کی۔مولانا غلام مرشدؒ مولوی اللہ بخشؒ کے مرید تھے ان کے استاد محترم کا نام محمد شریف تھا۔آپ نے سرکی میں تعلیم حاصل کی۔

کاظم حسین کاظمی:

انگہ کے ایک اور مایہ ناز شاعر اور مصور کاظم حسین کاظمی ہیں یہ مصوری بھی کرتے ہیں۔ان کا مجموعہ کلام 'دل کی بات کہوں کیسے' شائع ہو چکا ہے۔

ان بزرگوں کے علاوہ انگہ کی معروف ہستیاں حضرت مولانا زین الدینؒ مکھڈی، حافظ غلام نصیر الدینؒ، حکیم نور الزمان چشتیؒ محمد بخش پیر زادہؒ، ڈی سی خان بہادر پیر حیدر شاہؒ، قاضی حسین محمد، قاضی عبدالجلیل اور محمد حسین قریشی شامل ہیں۔

احمد غزالی نے اپنی کتاب وادی سون سکیسر میں سات کوٹھڑیاں، کنواں شیر والا، ترنجاں وغیرہ کا ذکر کیا ہے جو تلاش بسیار اور انگہ کی جم غفیر عوام سے دریافت کرنے پر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔واللہ علمہ

قدیم کھنڈرات:

انگہ میں کئی ایک مقامات پر قدیم کھنڈرات کے آثار ملے ہیں ماڑی والی ڈھیری اوگالی والی سڑک سے تھوڑے فاصلے پر ہے جو انگہ کی ڈھوک میرا کے جنوب میں کافی کشادہ ماڑی ہے اس کے پتھروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بدھوں کے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچی اس کے علاوہ بھرائی کے کھنڈرات میں ٹھیکریاں اور چکی کے پاٹ وغیرہ ملے ہیں۔کبوے والی نام کے کھنڈرات کے نشان اب باقی نہیں یہ جگہ قبرستان بی بی فاطمہ کے مغرب میں ہے جہاں سے باریک ٹھیکریاں ملتی ہیں ۔انگہ شہر میں پانچ قبرستان ہیں جن میں قدیم مزارات ہیں۔

www.Awans.com.pk

مردوال

نوشہرہ سے چار کلو میٹر کی مسافت پر چاروں اوٹ پہاڑوں کے بیچ خوبصورت شہر مردوال ہے جو اپنی خوبصورتی، ذرخیزی، قدیم ثقافت اور لا تعداد کارہائے نمایاں کی بدولت وادی میں منفرد شناخت رکھتا ہے۔مردوال قدیم کھنڈرات کی وجہ سے سیاحوں کی خصوصی توجہ کا مرکز ہے۔یہی وہ شہر ہے جسے دھوکہ بازوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے تو دوسری طرف سون کے مکینوں کا دعویٰ ہے کہ مردوال سون کا حصہ ہے جبکہ اہل سپہ بھی مردوال کے دعوے دار ہیں۔

مردوال کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مردوال میں مردان علی کی اولاد آباد ہے جس وجہ سے نام مردوال مشہور ہوا۔مردوال کا شمار وادی کے بڑے گاؤں میں ہوتا ہے اس کی لمبائی ۱۵ کلومیٹر جبکہ چوڑائی ۷ کلومیٹر سے کم نہیں ایک عام اندازے کے مطابق آبادی دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔سوئی گیس کے علاوہ زیادہ تر سہولیات میسر ہیں ہسپتال کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔

موجودہ گاؤں کوئی ڈیڑھ صدی پہلے یہاں آباد ہوا، اس سے قبل مردوال بھلوئی کے قریب آباد تھا جہاں آج بھی کھنڈرات موجود ہیں۔

شہر میں داخل ہوں تو بڑا تالاب اپنی جانب متوجہ کرتا ہے یہ جہاں پانی ذخیرہ کرنے کے کام آتا ہے وہاں گھریلو طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔اس کی گہرائی کافی زیادہ ہے اس کے شمال مشرقی کنارے جامع مسجد واقع ہے جس کی

www.Awars.com.pk

از سر نو تعمیر جاری ہے یہ مسجد فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔

مردوال کا شمار پرانے گاؤں میں ہوتا ہے اور اس گاؤں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ڈاکوؤں کی دھاڑوں کے زمانے میں یہ واحد گاؤں ہے جو اس قسم کی دھاڑوں سے محفوظ رہا نوشہرہ، اوچھالی وغیرہ نے متعدد حملے کئے لیکن مردوال کے دلیر نوجوانوں نے ہمیشہ ایسے حملوں کو پسپا کیا نہ صرف پسپا کیا بلکہ ایسی مثالیں قائم کیں جو آج تک یاد کی جاتی ہیں ان میں ایک نام ملک شیر باز کا ہے جس نے تن تنہا سینکڑوں ڈاکوؤں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے نوشہرہ کے ڈکیتوں نے اس وقت گاؤں پر حملہ کر دیا جب گاؤں کے مرد ایک ونگار پر گئے ہوئے تھے صرف ملک شیر باز گاؤں میں موجود تھا تالاب والی مسجد کے پاس معرکہ ہوا بزرگوں کی نشاندہی کے مطابق مسجد کی نکر والی گلی سے ملک شیر باز تلوار کے ہمراہ نمودار ہوا تو ڈاکوؤں کا لشکر نعرے مارتا مردوال کی جانب آرہا تھا ملک شیر باز گلی کی نکر پہ رک گیا اور مقابلہ شروع ہو گیا ملک شیر باز نے تا مرگ مقابلہ کیا اور گاؤں کو لوٹ مار سے بچایا۔ ایسی دھاڑوں کے خطرے کے پیش نظر مردوال نے علاقے کی دلیر قوموں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کی اور مردوال گاؤں میں جائیدادیں دیں محض اس خاطر کہ مردوال کو بیرونی حملہ آوروں سے مقابلہ کیا جائے۔

مردوال سے متعلق ایک اور واقعہ مشہور ہے جو مردوال کا رقبہ تقسیم کرتے وقت پیش آیا تھا، جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے پرانا مردوال بھلوٹھی کے قریب واقع تھا جبکہ قابل کاشت زمینیں ڈمریاں، چھوئیاں، بھُسی بیرہ وغیرہ میں ہیں اس زمین کی تقسیم دو بھائیوں کی اولاد میں ہوئی۔ کالو نامی بھائی طاقت کے بل

بوتے پر ابھی زمین اپنے نام کرانا چاہتا تھا جبکہ مردان نامی بھائی اپنی عیاری کے سبب کالو کو شکست دینے میں کامیاب ہوا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ کئی بار چپقلش کے بعد یہ طے پایا کہ آئندہ بٹوارہ کے لئے کوئی بھی ہتھیار لے کے نہیں جائے گا چنانچہ دونوں فریق وقت مقررہ جگہ پہنچے تو تُو تکار کے بعد لڑائی ہوئی مردان علی کی اولاد نے قریب ہی پہلے سے اسلحہ چھپا رکھا تھا اسلحہ نکال کر کالو کو شہر بدر ہونے پر مجبور کر دیا۔ موجودہ کلیال اسی قبیلہ کا ٹھکانہ بنا اور وہ وہاں رہنے لگے۔

مردوال کی سرزمین یوں تو خون سے رنگی ہوئی ہے جن میں سخی محمد خوشحالؒ کے عرس پر سات افراد کا قتل ہے البتہ محمد خان ڈھرالیا کے بھائی ہاشم خان کی موت بھی اسی شہر کے سپوتوں کے ہاتھوں ہوئی۔ اس مقابلہ میں گھوڑا قبیلہ کے دوست محمد، شیر محمد اور شاہ محمد وغیرہ شامل تھے واضح رہے کہ محمد خان نے مردوال کے ملک کرم الٰہی باگھا کا بے جرم خون کیا اس کے علاوہ لا تعداد مقابلوں میں نقصان پہنچایا۔

مائی والی ڈھیری:

مردوال سے شمال کی جانب کوئی تین کلومیٹر کی مسافت پر وادی کی دوسری بلند چوٹی "مائی والی ڈھیری" موجود ہے جو اپنی دلکش گولائی کی بنا پر وادی میں دور دور تک عجب نظارہ پیش کرتی ہے۔ ڈھیری پر چڑھنے کا رستہ آسان بنا دیا گیا ہے چوٹی پر ایک خوبصورت دربار ہے جو ایک مقامی نیک دل عورت نے جذبہ عقیدت سے تعمیر کرایا۔ دربار میں کتبہ پر کندہ تحریر میں نام

"فیروز بی بیؒ زوجہ سید احمد ہمدانی المعروف سخی شاہ نوری سلطان بلاول

ہمدانی دندہ شاہ بلاول چکوال" ہے۔

اس مائی کے متعلق کئی روایات ہیں مستند روایت ہے کہ مائی یہاں سے گزری تھیں اور بعد از وفات یہاں دفن کی خواہش کا اظہار کیا کیونکہ وہ چاہتی تھیں انہیں ایسی جگہ دفن کیا جائے جہاں سے اسے وطن کی چاروں طرف سے ہوا لگے۔ پسماندگان نے آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے یہاں دفن کیا۔

اس جگہ کھڑے ہو کر دور دور تک نہ صرف وادی بلکہ خوشاب، میانوالی، ونہار وغیرہ کا نظارہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

بھاٹا غار:

یوں تو وادی میں لاتعداد قدیم غاریں ہیں البتہ بھاٹا غار نہ صرف سیاحوں کی نظروں سے اوجھل تھی حتکہ محکمہ آثار قدیمہ بھی یہاں تک رسائی حاصل نہ کر سکا تھا چونکہ ہم نے وادی کے پوشیدہ نظاروں کو منظر عام پر لانے کا عہد کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی ملک محمد نواز بڈھیال کے ہمراہ ڈیلے والی سے بھاٹا غار پہنچے۔ یہ مردوال سے بھلوٹھی روڈ کے نزدیک ہے اور مائی والی ڈھیری سے کوئی پندرہ منٹ کی مسافت پر واقع ہے۔ اس غار کی لمبائی لگ بھگ پچاس گز ہو گی چوڑائی بارہ گز سے زائد ہو گی غار کے دو منہ ہیں جھاڑیوں نے دونوں طرف سے ڈھانپ رکھا ہے اندر جنگلی کبوتروں نے رہائش اختیار کر لی ہے۔

رن گچھا چشمہ:

بھلوٹھی روڈ کے دائیں ہاتھ پہاڑوں کے ساتھ ایک چشمہ ہے جسے "رن گچھا چشمہ" کہتے ہیں۔ یہاں سے تھوڑی دور پرانے مردوال کے کھنڈرات ہیں۔ اس علاقے میں لاتعداد مقامات ہزاروں سال پرانی عمارتوں کے آثار

،برتنوں کے باقیات وغیرہ ملے ہیں اس کے علاوہ چماں والی میں بھی کھنڈرات ہیں ۔اسی علاقے میں سلاجیت بھی ملتی ہے۔

مردوال اور وادی سون کی اس آخری حد پر گھوڑے ،بڈھیال،بٹی وغیرہ آباد ہیں۔ڈھوک اصحاب تک شمالی سرحد ہے یہاں وادی سون اور خوشاب کی حد اپنے انجام کو پہنچتی ہے۔

بابا اصحاب:

ڈھوک اصحاب پر آبادی کے نزدیکی پہاڑی پر بابا اصحابؒ کا دربار ہے جس کی مناسبت سے یہاں رہنے والے اسی نام سے موسوم کیے جاتے ہیں تقریباً چالیس پچاس گھروں پر مشتمل ڈھوک اصحاب کے مکین اعوان برادری جبکہ گوت شیخ خیل ہے۔محمد ریاض سروری قادری کا تعلق اسی علاقے سے ہے۔

غازی سلطان محمود:

مردوال کی عظیم شخصیات میں غازی سلطان محمود کی خدمات گراں قدر ہیں۔آپ نے میٹرک میں پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور جامعہ ملیہ دہلی میں تعلیم مکمل کی متعدد وظائف حاصل کیے۔آپ کو انگریز اور انگریزی سے شدید نفرت تھی تحریک خلافت میں پیش پیش اور تحریک مسجد گنج میں قید ہوئے۔ آپ نے توحید ، رسالت اور امامت پر کتاب لکھی جو بعض وجوہات کی بنا پر زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکی۔ انہوں نے عیدگاہ مسجد اور خطیب کیلئے جگہ کے عطیات دیئے۔

توتاں والی سرکارؒ:

مردوال کے مغرب میں بادشاہوں والے قبرستان میں توتاں والی

www.Awans.com.pk

سرکارؒ کا دربار ہے۔روایت ہے یہ ان پانچ بزرگوں میں سے ہیں جو وادی میں مختلف مقامات پر مدفن ہیں ان میں سلطان مہدیؒ،ساوی بیری والےؒ،سلطان ابراہیمؒ ساڑھی والے شامل ہیں۔ان بزرگوں کے بارے میں شنید ہے کہ آپ وادی میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں وارد ہوئے۔

ماجھی اعوان:

ماجھی اعوان مردوال کے وہ عظیم سپوت تھے جن کی عظمت کے اعتراف میں ان کا نام دلی دروازہ لاہور پر تحریر کیا گیا۔ماجھی اعوان دلیر،زندہ دل، لجپال،سخاوت پسند انسان تھے انہوں نے علاقے کی حد براری کرا کے حدیں کوہل لاوہ تک پہنچائیں۔ماجھی اعوان نے ایسی روایات قائم کیں کہ اہلیان سون آج بھی فخر سے ان واقعات کو یاد کرتے ہیں۔وادی پکھو سے ایک بارات جنوب کو جا رہی تھی سر شام مردوال پہنچے تو ماجھی اعوان ان کے میزبان بنے خاطر تواضع کے علاوہ صبح دلہن کو جہیز دے کر رخصت کیا۔

قاضی مرید احمد:

قاضی مرید احمد علاقے کی سب سے بڑی شخصیت تھے اور بڑے سیاستدان سے بہت بڑے اور عظیم انسان تھے انہیں اسلام سے محبت تھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود زندگی میں ہمیشہ سادگی کو ہی اپنایا۔انہوں نے مسلم لیگ سے عملی سیاست کا آغاز کیا اور تا دم آخر مسلم لیگ سے منسلک رہے۔آپ مجلس عاملہ کے رکن اور لجسلیٹو اسمبلی کے ممبر رہے۔ان کا تاریخی کارنامہ اسمبلیوں میں نماز کا وقفہ کرانا ہے انہوں نے ۱۹۹۰ء میں رحلت پائی اور مردوال میں مدفن ہوئے۔

www.Awans.com.pk

ملک شیر باز ایڈووکیٹ:

ملک شیر باز اعلیٰ پائے کے وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ عملی سیاست اور فلاحی کاموں کے حوالے سے آج بھی اہلیان سون کے دلوں میں زندہ ہیں انہوں نے اعوان قوم کے لئے دن رات کام کیا۔وادی سون تک شاہراہ کی تعمیر ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

ملک شیر باز نے ٹوانہ گروپ کے خلاف انتخابات میں حصہ لیا تو برادری کی شدید سازشوں کا شکار ہوئے اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ان کی خود داری کا منہ بولتا ثبوت ہے انہوں نے بقیہ زندگی روپوشی میں بسر کی۔

ان کے علاوہ مردوال کے عظیم سپوتوں میں معروف صحافی مظفر احسانی جسٹس گلباز چسٹس شہباز (بھٹو کیس)،ڈی ایس پی فتح خان ،مولوی محمد خان، خان دوران، ملک اللہ داد،ملک غلام محمد ترکا،ملک شیر محمد جنہوں نے انگریزوں کے خلاف جہد وجہد کی۔نوجوان نسل میں ملک رب نواز ٹھیکیدار، ملک گلباز اعوان، میاں محمد کمشنر وغیرہ نے علاقے کی تعمیر وترقی میں کردار ادا کیا پنجابی کے شاعر ملک ممتاز کا تعلق مردوال سے ہے اور حوالدار(ر) قاسم خان بھی مردوال کے رہنے والے ہیں۔

www.Awans.com.pk

مکڑمی

مردوال سے کوئی چار کلومیٹر کی مسافت پر مکڑمی کا گاؤں آباد ہے یہ گاؤں دو حصوں میں بٹا ہوا ہے ایک حصہ وادی کی شمالی پہاڑی پر ہے جبکہ کچھ آبادی ڈھوک کامرہ پنڈی روڈ کی جنوبی سمت واقع ہے۔مکڑمی کی آبادی لگ بھگ ڈیڑھ ہزار ہوگی یہاں کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں کی تمام آبادی اہلسنت والجماعت ہے اور پیر سیال شریف کے بیت ہیں۔یہاں پڑھے لکھے لوگوں کا تناسب پچاس فیصد سے زیادہ ہے حالانکہ یہاں ایک پرائمری سکول ہے جہاں کوایجوکیشن سسٹم نظام تعلیم ہے۔تقریباً ایک سو طلبا و طالبات کے لئے تین استاد مقرر ہیں جبکہ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ لازمی مضمون انگریزی کے لئے کوئی استاد نہیں یہ سکول دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔صرف دو کمرے ہیں رستہ سرے سے ہے ہی نہیں اور بجلی پانی کی سہولت سے محروم یہ سکول پڑھا لکھا پنجاب کی خوبصورت عکاسی کرتا ہے۔

یہاں کی تاریخ بھی خون سے رنگی ہوئی ہے ایک روایت میں ہے کہ ۱۸۱۷ء کے لگ بھگ ایک دھاڑ پڑی جس میں پچاس بندوں نے وفات پائی۔دھاڑ جنوبی سون کے بائیس گاؤں کے باشندوں پر مشتمل تھی انہوں نے مکڑمی کے کسی باشندے کی گائے پکڑی اور بھون کر سیکھ پر لگائی سیکھ پکڑنے کا چیلنج شیر شکر کوٹ والے نے قبول کیا۔ان لوگوں پر غرور یوں طاری تھا کہ تلوار کی دھار

www.Awans.com.pk

پر رقص کرتے آرہے تھے۔ عکڑی کے مکینوں نے موجودہ رتا وڑ کے قریب تجھل (رکاوٹ) بنائی دھاڑیوں نے للکارہ ''کتھے وے تجھل'' جواب میں کھبیکی کے ایک جوان نے فائر کیا اور کہا: ''تجھل'' یوں لڑائی شروع ہوئی روایت ہے کہ بادل کا ایک ٹکڑا آیا مدینے شریف سے تخی صاحبؒ کی کمک آئی۔ بھیانک آواز آئی اور گردنیں کٹتی گئیں،اس جگہ اتنا خون بہا کہ اس کا نام ''رتاوڑ'' پڑھ گیا۔

تحریک خلافت کے زمانے میں خواجہ قمر الدین سیالویؒ کی گرفتاری کے جواب میں اہلیان سون نے فیصلہ کیا تھا کہ روزانہ چار افراد گرفتاری دیں گے سب سے پہلے عکڑی کے دو افراد محمد حیات اور محمد رکن عالم جبکہ باقی دو میاں عبدالحمید آف کفری اور خانقاہ شریف کے میاں سراج الدین نے گرفتاری پیش کی۔تحریک خلافت کے سرگرم کارکنوں میں غلام محمد شاہ شامل ہیں۔

مہیلہ میاں ہدایت اللہ:

وادی کے مشہور محقق ملک سرور اعوان نے عکڑی سے قدیم زمانے کے جانوروں کی ہڈیاں برآمد کیں جن کے بارے میں قیاس ہے کہ یہ ہزاروں سال پرانی ہیں اور اس قسم کے جانور آج کل نا پید ہیں اس نالے کے ساتھ ہی مہیلہ ہدایت اللہ ہے یوں تو وادی میں مہیلے بہت زیادہ ہیں البتہ ان کی عدم افادیت کے باعث ذکر مختصر ہی کیا۔

محمد رحیم:

آپ عکڑی کے نہایت معتبر گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں آپ سیال شریف سے فارغ التحصیل ہیں۔تمام عمر درس وتدریس میں گزرہ آپ انتہائی نیک دل ،نیک سیرت اور سچے عاشق رسولؐ ہیں۔

www.Awans.com.pk

دھدھڑ

جھیل کھبیکی کے مغربی سمت پہاڑی کے اوپر خوبصورت شہر دھدھڑ آباد ہے نام کی وجہ تسمیہ دو مختلف روایتوں ''دو در'' اور '' دو دھڑ'' بیان کی جاتی ہے۔ جسپہ میں آباد اعوان برادری ملک طور کی اولاد ہیں ملک طور دھدھڑ کے رہنے والے تھے۔

دھدھڑ وادی سون کا قدیم ترین شہر ہے جہاں سب سے پہلے اعوان نے قدم رکھا اور وادی میں پہلا قیام اسی مقام پر ہے۔محبت حسین اعوان نے اپنی کتاب ''علوی اعوان تاریخ کے آئینے میں'' صفحہ ۵۸۹ پر حقائق کے بر خلاف کھبیکی کو قدیم لکھا ہے جبکہ دھدھڑ کو کھبیکی کی حفاظتی چوکی لکھا ہے جو غلط ہے بلکہ دھدھڑ ، مناواں ، انگہ وادی کے قدیم گاؤں ہیں ۔

یہاں مسلمانوں کی آمد لگ بھگ نو سو سال پہلے ہوئی یہاں غدھا خان کی اولاد آباد ہوئی جو بعد میں کھبیکی ، اوچھالہ ، سوڈھی ، جابہ ، ناڑی اور کچھ حصہ ونہار تک پھیل گئے۔غدھا اور وڈا کے درمیان جنگ ہوئی شکست کے بعد وڈا نے ونہار کا رخ کیا۔وہاں سے بدلہ لینے کے لئے ڈیڑھ درجن کے قریب حملے کئے مگر ناکام رہا۔آخری حملے میں انس نامی بہادر دھدھڑ میں مارہ گیا انس کے مرتے ہی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

دھدھڑ کے شمال میں پھیرا کھریوٹ نامی قدیم عمارتوں کے آثار موجود ہیں

www.Awans.com.pk

وہاں اب بھی پتھروں اور چبوترے کے آثار باقی ہیں اس کے علاوہ کئی ایک میلے اس علاقے میں پائے جاتے ہیں یہ علاقہ کھدری مردوال کے نزدیک ہے۔

کال باغ:

کھبیکی سے دھدھڑ جانے والے رستے پر جھیل کے شمالی کنارے میاں کال کا باغ ہے جہاں ایک چشمہ اسے سیراب کرتا ہے یہاں ایک بہت بڑا پتھر ہے جہاں حضرت میاں عیسیٰؒ نے چلہ ادا کیا۔حضرت میاں عیسیٰؒ کی کئی ایک کرامات آج بھی یاد کی جاتی ہیں۔

حضرت سخی محمد خوشحالؒ:

آپ کا نام محمد خوشحال تھا آپ کی تاریخ پیدائش کے بارے تضاد ہے البتہ وفات سنہ ۱۱۲۳ھ بتائی جاتی ہے۔آپ دھدھڑ کی اعوان برادری کے چشم و چراغ تھے آپ کی سخاوت کے متعلق ایک روایت ہے جو تقریباً وادی پر لکھی جانے والی سبھی کتب میں شامل کی گئی ہے روایت کچھ یوں ہے کہ قحط کا زمانہ تھا آپ پلکھو گندم لینے جا رہے تھے کہ نالہ گھیر پر پہنچے تو ایک فقیر کو گرم ریت پر لیٹے پایا۔ آپ نے اس بزرگ پر اپنی چادر سے سایہ کیا بزرگ جب نیند سے بیدار ہوئے تو سفر کا قصد دریافت کیا حضرت سخی محمد خوشحالؒ نے تفصیل بتائی تو اس بزرگ نے بوری میں ریت بھرنے کو کہا اور تاکید کی کہ گندم ذخیرہ کرنے والی سکار میں ڈال کر منہ بند کر دینا اور نیچے سے گندم نکالنا۔حضرت سخی محمد خوشحالؒ نے ایسے ہی کیا اور لوگوں کو اتنی گندم ملی کہ یقینی قحط سے نجات ملی،ان کی اس سخاوت کی وجہ سے نام سخی پڑ گیا۔

آپ کا مزار کھبیکی دھدھڑ روڈ پر جھیل کے مغرب میں واقع ہے جہاں ہر

www.Awans.com.pk

سال ۱۵ ہاڑ بمطابق ۲۸ جون میلے کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں قوالی کے علاوہ بیلوں کا معروف جلسہ، نیزہ بازی وغیرہ کا انعقاد لازمی تصور کیا جاتا ہے وادی کے بڑے میلوں میں سے ایک یہ ہے۔دور دور سے عقیدت مند اور بالخصوص آنکھوں کے مرض میں مبتلا لوگ مزار پر جمعہ کو حاضری دیتے ہیں۔

تاریخ علوی اعوان:

محبت حسین اعوان کی ضخیم تصنیف ادارہ تحقیق الاعوان نے شائع کی ہے اس میں چند ایک واقعات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں مثلاً کھبیکی کے ملک عالم شیر والا من گھڑت واقعہ صفحہ ۵۸۹ پر تحریر کیا جس میں دھدھڑ اور مکڑمی کو کھبیکی کی چوکیاں ظاہر کیا ہے جو تاریخی غلطی ہے کیونکہ دھدھڑ وادی کا قدیم ترین گاؤں ہے جہاں جدِ اعوان کا پہلا پڑاؤ ہوا۔

☆ صفحہ ۵۹۰ پر ایک اور واقعہ ملک شیر سے منسوب کیا،ٹوپہ ال ملک شیر کے بجائے سکھوں کا تھا جسے اوچھالی کے ملک اللہ یار نے ختم کرانے کے لئے آواز اٹھائی۔

☆ ہمارے معزز مصنف نے صفحہ ۵۸۸ پر پدھراڑ کو وادی سون کا آغاز کہا ہے جسے ونہار کا اختتام کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے کیونکہ پدھراڑ، پیل۔ پیڑہ کھاریاں وغیرہ کی ثقافت وادی سے ضرور ملتی ہے لیکن زمینی تقسیم کے لحاظ سے یہ علاقہ کافی حد تک ونہار کہلاتا ہے۔

☆ صفحہ ۵۹۱ پر شہروں کی ترتیب بھی غلط ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے علاقہ دیکھے بغیر ہی وادی کا نقشہ کھینچنے کی کوشش کی موصوف نے شکر کوٹ ہرال، انگہ،کوٹلی اور اگالی کا محل وقوع اندازے سے لکھا جو درست نہیں۔

کھبیکی

نوشہرہ سے راولپنڈی جانے والی شاہراہ پر جھیل کنارے کھبیکی آباد ہے۔ کھبیکی کی آبادی ۱۲ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔داخلی آبادیوں میں بھنا کہ، پچوان، کھبٹی وغیرہ شامل ہیں۔شہر میں لڑکوں کے لئے ہائی جبکہ لڑکیوں کے لئے ہائر سیکنڈری سکول ہے۔ڈاکٹر عمر حیات کی کاوشوں کا ثمر RHQ کی صورت میسر آیا۔

شہر کا واحد سید گھرانا گیلانی سید ہے جو انگہ سے مدعو ہوئے کھبیکی میں اسلام کی کرنیں روشن کیں ۔اندرون شہر لال بادشاہؒ، شیر بادشاہؒ،محبوب شاہؒ کے مزارات ہیں۔روایت ہے کہ اولیاء اللہ کی کوئی بارات یہاں شہید ہوئی جن میں جدِ کھبیکی بابا نڈھا بھی شامل تھا اس کے علاوہ بابا عنایت شاہ بھی تھے۔

ملک انعام نے جہاد فلسطین میں حصہ لیا اور غازی لوٹے شوق شہادت میں افغانستان پہنچے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

جھیل کھبیکی:

یہ جھیل کھبیکی کے مغرب میں واقع ہے جھیل کا رقبہ تقریباً چھ سو ایکڑ ہے، جھیل کا محل وقوع انتہائی دلفریب ہے ایک جانب گاؤں دوسری جانب زرخیز ہرے بھرے کھیت ہیں۔ دو اطراف میں سر سبز پہاڑ ہیں۔اس جھیل کا

www.Awans.com.pk

پانی ماہی پروری کے لئے موزوں ہے پچھلے کچھ عرصہ سے پانی کافی کم ہوا البتہ بارشوں سے صورت حال قدرے بہتر ہوئی۔ یہاں فشری فارم ہے۔اس جھیل میں مرغابیوں کی بہتات ہے ان کے علاوہ خوبصورت آبی حیات اس کے حسن کو دوبالا کرتی ہے۔یہ وادی کی دوسری بڑی جھیل ہے اور دنیا بھر کی خوبصورت جھیلوں میں شامل ہونے کے باعث یہاں فلموں اور ڈراموں کو فلمایا گیا ہے۔ سائبیریا اور دوسرے سمندروں سے مہاجر پرندے یہاں آتے ہیں۔

قلعہ اکراند:

کھبیکی کے شمال مشرق میں وسیع پہاڑی سلسلے ہیں کنہٹی گارڈن کو جانے والی سڑک کے دائیں ہاتھ پچون کا وسیع وعریض علاقہ ہے جہاں قدیم قبریں مزار اور تاریخی قلعہ اکراند ہے جہاں تک بہت کم محققین پہنچ پائے ہیں۔بیشتر نے سنی سنائی باتیں لکھ کر صفحات کالے کئے ہیں۔

کھبیکی سے ۱۰ کلومیٹر کی مسافت پر جہاں سڑک کے اختتام پذیر ہوتی ہے کوئی میل کے قریب پیدل مسافت پر اکراند والا پہاڑ ہے جس پر چڑھنے کا صرف ایک رستہ ہے۔وقت کی کمی کے باعث ہم نے غیر روایتی رستہ اختیار کیا لیکن کسی کو یہ تلقین نہیں کریں گے کہ مغربی سمت سے راستہ اختیار کریں بلکہ پہاڑی سلسلہ کے مشرقی سمت والا رستہ مناسب ہے۔کئی بار گرتے گرتے بچے آخر واپسی پر یہ الجھن بھی ختم ہوئی جب دس فٹ گہرائی تک لڑھکنے کے بعد ایک پتھر ہاتھ آیا ورنہ سینکڑوں فٹ نیچے تک۔۔۔۔۔

اکراند والا پہاڑ کوئی پچاس ساٹھ ایکڑ پر مشتمل ہے جس پر شمال کی جانب بے شمار پتھروں کے کھنڈرات ہیں ان کھنڈرات کو دیکھ کر کہیں بھی یہ نظر نہیں

www.Awais.com.pk

آتا کہ یہ کسی راجہ کی آماجگاہ رہی ہوگی۔البتہ یہ کہنا مناسب ہے کہ یہاں انسانی آبادی رہی ہے جو پانی اور جنگلات کے باعث تارک ہوئی۔پرانے زمانے کے سکوں کا ملنا بھی راجہ اکراند کی رہائش کی تصدیق کے لئے کافی نہیں۔راجہ اکراند راجہ جودھ کی نسل سے تھا جو سکھوں کے ہاتھوں قتل ہوا اس کی قبر پچون میں ہے جس کی لمبائی دس فٹ ہے۔

اس پہاڑی سلسلے میں سلاجیت کی کافی مقدار ملتی ہے۔وہاں جانے والے سیاح پانی لازمی ساتھ لے کر جائیں یا مغربی طرف پہاڑ کی تہہ میں ایک چشمہ بہتا ہے وہاں سے پیاس بجھا سکتے ہیں۔

ملک نور خان:

میاں سلطان کے فرزند ملک نور خان اپنے وقت کے مشہور انسان رہے۔اعوان اور راجہ قوم کی لڑائی اس دن سے جاری ہے جب سے اعوانوں نے وادی میں قدم رکھا لیکن آخری اور فیصلہ کن لڑائی ملک نور خان کے ہاتھوں انجام پائی۔

جابہ کی حد بندی پر لڑائی میں نور خان کے بیٹے قتل ہوئے اور راجوں نے راہِ فرار اختیار کی نرسنگھ پھوار کے قریب راجوں نے ملک نور خان کو تنہا تعاقب کرتے دیکھا تو گرفتار کر لیا۔پہاڑی میں قتل کر کے سر تن سے جدا کر کے پھینک دیا۔

میاں سلطان محمود نے اعوان قوم کو پکارہ سون بیک زبان ان کے ہمراہ چلی ملک نور کا دھڑ کٹھہ کے قریب ایک پہاڑی پر مل گیا البتہ سر نہ ملا تیسرے دن حملہ کیا راجہ قتل ہوا سر کے بدلے لڑکی کو اغوا کیا ملک نور کا سر بھی مل گیا تو

دوبارہ جنازہ ہوا بعد میں رانبہ قوم کی کوششوں سے صلح ہوئی میاں سلطان نے لڑکی کو علاقے کے رسم و رواج کے مطابق جہیز دے کر رخصت کیا بعد میں رانبہ قوم کے لوگوں نے بتایا کہ ملک نور نے مرنے سے پہلے کہا کہ سون کی حد وہ ہو گی جہاں میرا سر گرے گا رانبہ قوم نے فوراً قتل کر کے سر تن سے جدا کیا وادی کی حد آج وہاں تک ہے جہاں ملک نور خان نے وفات پائی۔

میاں سلطان محمود نے انگریزوں سے جابہ، کھبیکی اور جھونگہ سلوئی کی نمبرداری حاصل کی۔ انگریز بھی بڑے شہنشاہ تھے آخر یہ جاگیریں تھیں تو انہی لوگوں کیں جن میں وہ بندر بانٹ کرتے رہتے تھے۔

ایک بار انگریز جوڑا کھوائی آیا اور میاں سلطان محمود کو وہاں بلوایا، میاں اپنے گھوڑے پر وہاں پہنچے انگریز عورت نے گھوڑے پر سواری کی خواہش ظاہر کی تو میاں نے اسے باز رہنے کو کہا لیکن انگریز کہاں باز رہنے والے قصہ مختصر وہ گھوڑے پر سواری نہ کر سکی انگریز نے میاں سلطان کے گھوڑے سے متاثر ہو کر میاں کو تین گاؤں کی نمبرداری عطا کی۔ میاں کے تین بیٹے تھے۔

مسلم لیگ ۴۶ء:

۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ اپنے عروج پر تھی اور کھبیکی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مسلم لیگ کا پہلا ڈھنڈورہ میاں محمد لسی بلوچ خان میراثی نے کھبیکی میں دیا۔ جس میں میاں احمد لوہار وغیرہ نے شرکت کی۔ باقی مسلم لیگیوں میں رسالدار سلطان مبارز خان، ملک محمد اکبر خان کینہ، قاضی محمد عابد خلک شیر یک۔ ہیڈ ماسٹر دوست محمد شامل تھے۔

ذیلدار ملک شاہ محمد نورخنال یونینسٹ رہے بعد میں مقدمات قائم ہوئے تو

www.Awans.com.pk

رسالدار، خان بہادر اور OBI کے اعزازات واپس کیے۔ملک شاہ محمد بعد میں تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ممبر مسلم لیگ کے چیئرمین اور ہجرت کے وقت ہندو پراپرٹی اور مسلمانوں کی آبادکاری کے انچارج رہے۔

دادا بھائی:

دادا بھائی میراثی قوم کے جدامجد ہیں ان کی قبر کھبیکی کے قبرستان میں موجود ہے آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ جنگ میں ڈھول بجاتے سر قلم ہوا تو تن ڈھول بجاتا رہا۔

اقبال دوست:

آپ کی عمر کا بیشتر حصہ یورپ میں گزرا آپ اردو شاعری کرتے ہیں آپ کے دو مجموعے جام خودی اور آپ کے نام شائع ہو چکے ہیں آج کل کھبیکی کے شمال مشرق میں رہائش پذیر ہیں۔

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر:

ڈاکٹر ظہور اظہر مستال پی ایچ ڈی ہیں آپ یتیم تھے اور یتیمی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔آپ کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسلامی سر براہی کانفرنس میں ترجمان رہے۔شہر کا ہائی سکول بنوانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آجکل لاہور میں سکونت اختیار کر چکے ہیں۔

مولوی غلام احمد:

آپ درویش صفت انسان تھے آپ کو دینی علوم،طب،علم جعفر وغیرہ پر عبور حاصل تھا۔روایت ہے کہ انگوٹھے اور انگلی کے ناخن سے لکھتے تھے اور خوش نویسی میں ثانی نہ رکھتے تھے۔حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے آپ ہی سے اس فن

www.Awans.com.pk

میں رغبت حاصل کی۔

آپ مہاراجہ کشمیر کے شاہی حکیم رہے۔عمر کے آخری شب و روز کھبیکی میں گزارے اور علاقے کی عوام کی خدمت کی۔

جسٹس ملک غلام علی:

آپ مولانا مودودی کے دستِ راست رہے۔آپ ضیاالحق کے دور حکومت میں شریعت بینچ میں تھے آپ نے قادیانی مذہب کی حقیقت،مرتد کی سزا، سیرت ، اسلامی قانون، رجم کی حداس کے علاوہ رسائل و مسائل کے قانون کے لئے کوشاں رہے۔

کھبیکی کے دیگر مشہور افراد میں ملک احسن اختر اور علامہ جرائیل شہاب شامل ہیں۔

پہلوان:

کھبیکی میں غلام علی لعل خان اور غلام محمد پہلوان گزرے ہیں روایت ہے کہ غلام علی نے ایک بار ایک دنگل میں ایک پہلوان کو اس زور سے دبایا کہ اس کے منہ سے خون بہہ نکلا۔

لعل خان کے بارے میں روایت ہے کہ گائے بھینس وغیرہ اٹھا لیتا تھا بلکہ غلام محمد نے اونٹ کو بھی اٹھایا تھا۔ان باتوں سے مبالغہ آرائی کی بدبو ضرور آتی ہے لیکن ایسے جوانوں سے نظر چرانی بھی محال ہے۔

ایک اور جوان امیر خان کے متعلق مشہور ہے کہ سات من وزنی پتھر اٹھاتا تھا۔

www.Awans.com.pk

کنہٹی گارڈن

کھبیکی سے نو ۹ کلومیٹر شمال پہاڑوں کے دامن میں خوبصورت باغ ہے۔ یہ وادی میں واحد آباد باغ ہے۔ یہ باغ ۷۵، ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے جسے چشمہ رکھ کھبیکی سے سیراب کیا جاتا ہے پانی کی کمی کے باعث یہاں محکمہ زراعت نے ٹیوب ویل بھی لگوایا ہے یہ باغ انگریز میجر واٹ نے ۱۹۲۷ء میں لگوایا۔

یہاں مختلف قسم کے پھل دار پودے پھول اور اعلیٰ نسل کے درخت ہیں ان میں گرمئی مالٹے، گریپ فروٹ، خوبانی، آلو بخارہ، امرود، بادام، سیب، انگور، لوکاٹ، انار وغیرہ لگائے گئے ہیں۔

کنہٹی گارڈن میں ریسٹ ہاؤس ہے جو قدرے بہتر حالت میں ہے لیکن رہنے کے لئے قطعاً موزوں نہیں یہاں محکمہ کے دو افراد ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔

میوزیم آف نیچرل ہسٹری اسلام آباد کے ڈائریکٹر عبدالرحیم راجہ کی سربراہی میں کنہٹی سے ایک کروڑ دس لاکھ سال پرانے ہاتھی کی ٹانگ کا فاسل دریافت کیے ہیں جو اسلام آباد میوزیم شکر پڑیاں منتقل کر دیا گیا ہے۔

چشمہ پر پُراسرار چکیاں بھی ہیں جنہیں مقامی زبان میں جند کہتے ہیں۔ چشمہ کوئی ایک میل سے زائد پہاڑی کے دامن سے نکلتا ہے۔ چشمہ کے پانی میں آجکل کمی ہوئی ہے تاہم وادی پکھڑ میں گرنے سے پہلے پن چکیوں کے قریب پانی خوبصورت آبشار بنا کر وادی سون کو الوداع کہتا ہے۔

www.Awans.com.pk

اچھالہ

کھبکی سے جنوب میں ایک سڑک اچھالہ کو نکلتی ہے جو آگے نوشہرہ خوشاب شاہراہ سے مل جاتی ہیں۔یہاں پر سرسبز وشاداب کھیت ،ہریالیوں سے رنگے پہاڑوں میں گھرا اچھالہ نہایت دلکش مناظر پیش کرتا ہے۔یہاں پر تاریخی اہمیت کے حامل آثار قدیمہ کا انکشاف ہوا ہے،ڈھوک کامرہ کے جنوب میں علاقہ بھڑ میں ٹھیکریاں وغیرہ موجود ہیں یہاں قبریں اور کھنڈرات پرانی آبادیوں کے شاہد ہیں۔

یہاں قدیم کنواں کی دریافت ہوئی ہے جو عام زمینوں سے دس فٹ گہرا ہے یہ خستہ حال کنواں بھی کھنگر پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔

اچھالہ میں بزرگ سلطان حاجی احمد اویسیؒ اور میاں محمدؒ کے مزارات ہیں۔

سلطان حاجی احمد اویسیؒ:

آپ سلسلہ اویسیہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کو غائب سے اشارہ ملا کہ آپ پیران پیرؒ کے پاس آئیں،آپ بغداد تشریف لے گئے وہاں چھ سال رہے، اس کے بعد حرمین شریف تشریف لے گئے وہاں ۱۲ سال تک قیام کیا۔ وہاں سے واپسی پر اچھالہ میں لوگوں کے دلوں کو فیض یاب کرتے رہے۔ آپ نے ۸۵ سال کی عمر میں ۱۷۱۵ء مین وفات پائی آپ کا مزار شریف اچھالہ میں ہی ہے۔

www.Awans.com.pk

موسیقار گھرانہ:

اچھالہ سے تعلقہ ساون نامی شخص کو موسیقی سے بے حد شغف تھا۔ اس نے اپنے تمام بیٹوں کو فن موسیقی کی تعلیم دی اس کے بیٹوں میں استاد احمد بخش کو مختلف راگوں پر عبور حاصل تھا، غلام جند اور چراغ علی نے فن قوالی میں مہارت حاصل کی۔ ماسٹر فتح علی اور فضل حسین نے ستار نوازی میں کمال حاصل کیا۔

تحریک خلافت:

یوں تو تحریک خلافت کے دنوں میں جتنا احتجاج اور گرفتاریاں وادی سون میں ہوئیں شاید ہی تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی، اچھالہ کے عقیدت مندوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی سربلندی کے لئے میاں رکن الدین، میاں نور عالم، میاں محمد ظفر پیش پیش رہے۔ اس کے علاوہ شیر محمد جیسے لیڈروں نے پاکستان کیلئے جدوجہد کرنے والی مسلم لیگ کے لئے کام کیا۔

علاقہ میں مسلم لیگ کا بول بالا رہا انگریزوں نے وادی میں اعزازات کی برسات کر کے فتح حاصل کی لیکن وہ دھونس دھاندلی کے سوا کچھ نہ تھا۔ علاقے کی عوام مسلم لیگ کے رہنماؤں کی راہ میں پلکیں بچھا کے ان کا استقبال کرتے ،نوشہرہ میں ۱۹۴۶ء کا جلسہ اس سلسلے کی واضح مثال ہے۔

سوڈھی جے والی

نوشہرہ کھوائی روڈ پر مشرق کی جانب سوڈھی جے والی گاؤں اور گاؤں سے ملحقہ باغ ہے۔ اس گاؤں کی وجہ شہرت تو ایک چشمہ ہے جس پر انگریز دور میں ایک بند تعمیر کیا گیا تھا جس کی شکل انگریزی کے حرف 'ڈ' سے ملتی جلتی تھی اور ہندوؤں کی ایک برادری سوڈھی یہاں آ کر آباد ہوئی اسی مناسبت سے نام سوڈھی جے والی مشہور ہوا۔

ضلع شاہپور (سرگودھا کی تحصیل شاہ پور پہلے ضلع کا درجہ رکھتی تھی) کے ڈپٹی کمشنر سر ڈبلیو جی ڈیوس نے یہاں ایک باغ لگوایا اور ڈسٹرکٹ بورڈ ریسٹ ہاؤس تعمیر کیا۔

سوڈھی گارڈن:

شہر سے ملحق کئی ایکڑ اراضی پر محیط یہ باغ جسے انگریزوں نے لگوایا اور یہاں ایک خوبصورت ریسٹ ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا۔ جو وادی میں واحد ریسٹ ہاؤس ہے جو رہنے کے لائق ہے۔ باقی تمام ریسٹ ہاؤس خستہ حالی کا نمونہ پیش کر رہے ہیں البتہ جب راقم یہاں پہنچا تو یہ مسلح افواج کے استعمال میں تھا اور باغ بھی عجب ویرانی پیش کر رہا تھا، اجڑے باغ کو دیکھ کر اپنا ہی شعر یاد آیا

محفل کے رنگ اور ہوتے تنہائیاں اے کاش نہ ہوتیں
اتنے بے رنگ نہ ہوتے جدائیاں اے کاش نہ ہوتیں

www.Awans.com.pk

کہاں وہ وقت تھا جب اس باغ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان ،فاروق احمد خان لغاری اور تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان سمیت کئی بڑی شخصیات سیر اور شکار کی غرض سے یہاں آئے۔یاد رہے کہ سرخاب اور ہرن وغیرہ اس علاقے میں عام ہیں۔

اب بھی اگر تھوڑی سی توجہ دی جائے تو یہ باغ ایک بار پھر سیاحوں کی توجہ حاصل کر لے گا۔

سوڈھی جے والی کے جنوبی پہاڑ کی چوٹی پر پرانے کھنڈرات کے آثار ہیں جنہیں مراد والے کھولے کہتے ہیں۔یہاں پر بڑی آبادی کے آثار ہیں۔اس میں بازار کے آثار ملتے ہیں۔تھوڑی سی محنت کی جائے تو اہم پیش رفت ہو سکتی ہے۔یہاں سے تھوڑے فاصلے پر چشمے کے ساتھ پتھروں پر گھوڑے کے سم کے نشانات ملے ہیں۔

سوڈھی میں بابا شاہ زمانؒ،موتیاں والا،داتا پیر،بھالاں والے فقیر کے دربار ہیں۔سوڈھی کی مشہور شخصیات میں پروفیسر محمد نواز،بریگیڈیر جی ایم ملک، ملک احسان احمد اور سماجی شخصیات غلام مصطفےٰ اعوان اور ملک گل محمد مرحوم شامل ہیں۔

ملک الطاف طاہر اعوان:

آپ سوڈھی کی نہایت تعلیم یافتہ ہستی ہیں آپ کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اسلامیات سی ایس ایس،اسلامیات ڈگری کلاسز، اسلامیات انٹرمیڈیٹ ،مطالعہ پاکستان انٹرمیڈیٹ ،اردو سی ایس ایس، اردو انٹرمیڈیٹ اور اردو پی سی ایس کیا۔

www.Awans.com.pk

ملک شیر دل اعوان (شیر واہگہ):

ملک شیر دل اعوان ۱۹۲۵ء میں وادی سون کے مشہور گاؤں سوڈھی جے والی میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد محترم کا نام غلام محمد اعوان ہے جن کے متعلق روایت ہے کہ فقط لاٹھی سے چیتا ہلاک کیا تھا اور کبڈی کے لیجنڈ کھلاڑی رہے۔ ملک شیر دل اعوان نے ۱۹۴۲ء میں محمدی بٹالین میں نوکری شروع کی۔ ایم آر فرسٹ کے بعد برما کے محاذ پر تاریخی معرکوں میں حصہ لیاان معرکوں میں ۷ ڈویژن کے ۳۳ برگیڈ نے کوحما کے حملے میں پہلی بار جاپانیوں کوشکست دی۔ اس معرکے میں ملک شیر دل اعوان زخمی ہوئے اور زیر علاج رہے۔اس کے بعد دوبارہ اپنی بٹالین میں شامل ہو کر دریائے اراودی کے قریب لڑائی لڑتے رہے وہاں ڈویژن کمانڈر جنرل اسلم سے کم عمری میں بالمشافہ ملاقات ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں آپ مہاجرین کے قافلوں کی نگرانی پر معمور رہے۔۱۹۴۸ء کی جنگ میں ملک شیر دل اعوان سری نگر کے قریب جا پہنچے۔۱۹۵۷ء میں آپ کو نائب صوبیدار بنا دیا گیا،آپ نے سکول آف انفنٹری سے ہتھیاروں اور کیمیائی جنگ کے کورس مکمل کیے،سکول آف سگنل سے سگنل کا کورس توپ خانے کے لئے گن پوزیشن اور آبزرور پوسٹ کی تربیت حاصل کی۔

۱۹۶۵ء میں ملک شیر دل اعوان راجہ عزیزؒ بھٹی شہید نشان حیدر کی کمانڈ میں واہگہ کے علاقہ میں اپنے فرائض سر انجام دیتے رہے۔دس ستمبر کی شام کمانڈر نے ملک شیر دل اعوان کو آگاہ کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ دشمن بڑی طاقت کے ہمراہ پیش قدمی کر رہا ہے آپ کی نفری بہت کم ہے لیکن دشمن بی آر بی کے پار ہی رہے تو ملک شیر دل اعوان نے کہا دشمن میری لاش سے گزر کر ہی

بی آر بی عبور کرے گا۔ملک شیر دل اعوان جو لائین ہارٹ کے نام سے مشہور رہے ایسی جوانمردی سے مقابلہ کیا اور گولہ باری کرائی کہ ۱۴ ستمبر کی شام ذرائع ابلاغ کے نمائندوں نے اس جگہ کا معائنہ کرنے کے بعد ملک شیر دل اعوان سے سوال کیا کہ آپ نے اتنی تباہی اپنی آنکھوں کے سامنے کیسے برداشت کی تو ملک شیر دل اعوان نے جواب دیا، قیام پاکستان کے موقع پر مسلمانوں کی قربانیاں میری نظر کے سامنے ہوئیں میرے دل و دماغ میں وہ سب لمحے طوفان برپا کیے ہوئے تھے، میں نے تہیہ کر لیا کہ جب تک میں اپنی سرزمین پر زندہ ہوں دشمن کے ناپاک قدم آگے نہ بڑھنے دوں گا۔

۱۹۷۱ء میں آپ کو دوبارہ بلایا گیا تو آپ جنگ میں شرکت کے لئے ۸۶ فیلڈ رجمنٹ میں شامل ہو کر گنگن پور محاذ پر پہنچے سیز فائر کے باوجود گولہ باری ہوئی۔۱۰ اگست ۱۹۷۳ء کو ملک شیر دل اعوان آرمی سے ریٹائر ہوئے۔آج کل آپ رکھ منکیرہ کے نمبر دار ہیں اور بھرپور سماجی زندگی بسر کر رہے ہیں، آپ کے باقی کارناموں کے ساتھ ساتھ منکیرہ کو تحصیل کا درجہ دلوانے میں اہم کردار ہے۔

آپ کو متعدد سول اور فوجی اعزازت سے نوازہ گیا جن میں سے نمایاں یہ ہیں۔

۱۔امتیازی سند	بسلسلہ پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء
۲۔ریڈ سٹیرپ	بسلسلہ پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء
۳۔وار میڈل	دوسری جنگ عظیم
۴۔برما سٹار	دوسری جنگ عظیم

www.Awans.com.pk

۵۔وکٹری سٹار دوسری جنگ عظیم

۶۔پاکستان میڈل ۱۹۴۷ء

۷۔جمہوریہ پاکستان میڈل ۱۹۵۶ء

۸۔وار میڈل بسلسلہ پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء

۹۔ستارہ حرب بسلسلہ پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء

۱۰۔تمغہ جنگ بسلسلہ پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء

مختلف کتب میں ملک شیر دل اعوان کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے جن میں سے میجر جنرل (شوکت ریاض) اپنی کتاب THE PAKISTAN ARMY WAR 1965 اور IZZAT-O-IQBAL میں ملک شیر دل اعوان کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں

اس کے علاوہ سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر میں کرنل محمد نواز سیال نے سپاہی کا کردار کیا ہونا چاہیے کے عنوان سے مضمون لکھا ہے جس میں ملک شیر دل کی مثال دے کر بطور نمونہ پیش کیا ہے۔

ان تمام باتوں کو ایک طرف رکھ کر میں نے ملک شیر دل کے دل کے نہاں خانوں میں چھپے شکوے سنے تو دل خوں کے آنسو رو پڑا۔جنگ ۶۵ کا گمنام ہیرو ملک شیر دل اعوان کو فراموش کر دیا گیا ہے نہ صرف ملک شیر دل بلکہ ہمارے وطن کے ہزاروں غازی آج بھی اس امید پہ زندہ ہیں کہ انہیں بھی ان کا حق دیا جائے گا اور ان کی بہادری اور جوانمردی کے عوض پیار کے دو بول بول کے ان کے ارمان پورے کیے جائیں گے۔ملک شیر دل نے ۷۱ء کی شکست پر بھی گہرے غور وخوض کی ضرورت پر زور دیا۔

www.Awans.com.pk

بھنا کہ

سوڈھی جے والی سے جابہ کو جانے والی سڑک پر چھوٹی سی آبادی ڈھوک بھنا کہ ہے یہاں پر سلطان مہدیؒ کی خانقاہ ہے۔سلطان مہدیؒ کا تعلق ان پانچ سلطانوں سے ہے جنہوں نے وادی میں اسلام کی تعلیمات عام کیں۔آپ کا نام مہدی اور سلطان ولایت کی وجہ سے مشہور ہوا۔آپ کا تعلق اعوان قوم سے ہے۔آپ اپنی قوم کو ہمیشہ نصیحت کرتے کہ ڈھن بمبور کا احترام کریں لیکن ان کی قوم کی بدنصیبی انہیں لے ڈوبی۔آج بھی وہاں آبادی کے آثار ہیں اور مسجد کے آثار بھی ملتے ہیں۔موجودہ بھنا کہ نئی جگہ آباد ہے پرانا نام بھیسن ہے۔

مزار سے کچھ فاصلے پر غار سلطان مہدیؒ ہے جہاں پر سلطان مہدیؒ نے چلہ ادا کیا۔آج بھی عقیدت مند وہاں چلہ کشی کے لئے آتے ہیں۔

سلطان مہدیؒ سے متعلق مشہور ہے کہ شہنشاہ ہند اکبر کے زمانے میں اٹک پل کی تعمیر شروع ہوئی لیکن پانی کے تیز بہاؤ کے باعث مشکل پیش آرہی تھی۔کسی صاحب نظر نے سلطان مہدیؒ کی خدمات لینے کو کہا وہ صاحب جب سلطان مہدیؒ کے پاس پہنچے تو سلطان مہدیؒ کھیتوں میں ہل چلا رہے تھے کھیت کے چاروں کونوں پر کوزے رکھے تھے اس شخص کا تصدق کے اپنی باطنی طاقت سے وہاں پہنچے پانی کو حکم دیا اور پانی نے اپنا رخ تبدیل کرلیا۔اسی مناسبت سے ضلع کیمبل پور کا نام اٹک پڑ گیا۔یہاں پرانے کھو اور پتھریلے نباتات کے آثار بھی ملے ہیں۔

www.Awaisc.com.pk

احمد آباد

آعوانوں کی آمد سے پہلے تمام وادی بشمول کوہ نمک پر راجگان قابض تھے جو بعد میں شکست کھا کر کٹھہ تک محدود ہو کر رہ گئے چند ایک بچ جانے والے راجے احمد آباد میں رہ گئے روایت ہے کہ راجوں کا آخری سردار راجہ تاتار جب سکھوں کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کی وفات کے بعد پیدا ہونے والا بچہ کیتے پیدا ہوا کیتے دلیر جوان تھا اس نے یہاں احمد آباد پر قبضہ کر کے اپنے نام پر کیتکہ رکھا جو بعد میں کھوتکہ کے نام سے مشہور ہوا۔

وادی میں اعوان قوم کے علاوہ ہمدانی اور راجہ قوم کے لوگ بھی آباد ہیں۔احمد آباد جابہ کھبیکی روڈ پر خوبصورت گاؤں ہے ۔یہاں کی زمینیں اتنی زرخیز ہیں کہ یہاں گنا بھی کاشت کیا جاتا ہے۔خوبصورت کھیت دلکش سرسبز پہاڑی سلسلے ہیں جو سڑک کے متوازی چلتے ہیں۔جھونگہ اور احمد آباد کے درمیاں ایک چوٹی جھکر یوٹ ہے جہاں سے دور دور کا نظارہ کیا جاسکتا ہے یہاں ہی نزدیکی پہاڑوں سے قدیم مجزات ملے اور بتایا گیا کہ ایک جانور کے سر کی کھوپڑی ملی ہے جس کے لمبے دانت تھے، چاندی کے سکے بھی ملے ہیں۔

احمد آباد کے شمالی پہاڑی سلسلہ میں کئی ایک چھوٹے بڑے مہلے ہیں ان میں سرابہ،کوٹھا اور ڈھیری والا مہلہ زیادہ مشہور ہیں۔مہلوں سے متعلق روایت ہے کہ پہلے لوگ ان میں رہائش پذیر ہوا کرتے تھے اس تاریخی پس منظر کے پیش نظر ان مہیلوں کا ذکر تقریباً سبھی کتب میں آیا ہے۔

احمد آباد میں ایک چھوٹی جھیل بھی ہے جسے کہار کہا جاتا ہے،یہ کہار برساتی پانی سے جمع ہونے والے پانی سے معرض وجود میں آتا ہے یہ بھی وسیع رقبے پر

پھیلا ہوا ہے اس کا رقبہ پچاس مربع سے زائد ہے۔برسات کے موسم میں دلکشی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

احمد آباد کے جنوب میں سنگلاخ پہاڑوں میں ایک چشمہ بہتا ہے جس کا پانی گھمبیر نالے میں گرتا ہے۔اس طرف مختلف جگہوں پر قدیم کھنڈرات کے آثار ہیں۔احمد آباد سے سوڈھی والے رستے پر بھی قدیم آبادی کے آثار ہیں اس کے علاوہ کئی جگہوں پر اب بھی آثار باقی ہیں۔

احمد آباد میں کئی اولیاء اللہ کے مزار بھی ہیں ان میں حضرت فیض علیؒ سلطان شاہ ہمدانیؒ،حضرت غازیؒ ماڑی والہ،حضرت امام دینؒ اور مولانا عطا محمدؒ زیادہ مشہور ہیں۔

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی:

آپ احمد آباد کے رہنے والے ہیں آپ نے اردو اور انگریزی میں ایم اے کیا اور درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے آپ گورنمنٹ کالج نوشہرہ کے پرنسپل رہے۔آپ نے کالج کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔آپ نے ادبی میدان میں بھی بہت کام کیا،آپ کی تصانیف کی تعداد درجنوں میں ہے جن میں ضیاء سون،حیات وتعلیمات حضرت سلطان باہوؒ،حضرت سلطان باھوؒ کی کتب کے اردو اور انگریزی تراجم کے علاوہ تذکرہ غوث وقطب،عصر جدید اور مسائل تصوف حقیقت ابدال وغیرہ نہایت مشہور ہیں۔علمی لحاظ سے حضرت سلطان باھوؒ پر ان کی تحقیق کو مستند سمجھا جاتا ہے مشہور ہیں۔

ریٹائرمنٹ کے بعد شاہ ہمدان ہائی سکول کھول لیا اور درس وتدریس سے تعلق قائم رکھا۔

ایک صدی پہلے مولوی امام دین کھوکھوی نے حضرت غلام نبیؒ پر فارسی میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا سید احمد سعید ہمدانی نے ترجمہ کیا۔

www.Awans.com.pk

جھونگیوالہ

جھونگیوالہ جابہ کے مغرب میں چھوٹا سا پہاڑی گاؤں ہے جس کا تمام رقبہ کھبیکی کی حد میں آتا ہے جبکہ جھونگیوالہ داخلی جابہ ہے۔یہاں پر اکثریت کمیان دہ آباد ہے۔

جھونگیوالہ کے جنوب میں ڈھوک چاہنل کے قریب ملک نور خان کا چورہ ہے جہاں وہ راجوں سے لڑائی کے دوران مارہ گیا۔اس کے علاوہ جھونگیوالہ سلوئی میں کئی ایک بزرگان دینؒ کے مزارات ہیں۔ان میں بابا پھلائی والا، کبووالا مزار، کوٹلی والا، چھتیانوالی نام کے بزرگوں کے مزار ہیں۔

جھونگیوالہ کے شمال میں خوبصورت پہاڑی سلسلہ ہے جبکہ جنوب میں مشہور پہاڑی سلسلے ہیں جو نیچے کٹھہ تک چلے جاتے ہیں،شمال میں کوزہ چشمہ بھی ہے۔

www.Awans.com.pk

جابہ

خوشاب تلہ گنگ روڈ پر جابہ کا تاریخی گاؤں آباد ہے جابہ تپہ کا آخری گاؤں ہے جس کی حدیں شمال مغربی پنجاب کے علاقے چکوال سے ملتی ہیں۔

جابہ کی آبادی لگ بھگ پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔لفظ جابہ مقامی زبان میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی کھڑا رہنے سے زمین سخت ہوجاتی ہے۔یہاں ہندو آباد رہے جو جھالہ کی عوام کے تشدد سے عاجز آ کر نقل مکانی کر گئے۔انگہ سے شاہ فتح اللہؒ ہمدانی یہاں آباد ہوئے ان کے علاوہ چٹی مٹی آلہؒ، یار محمدؒ پیر کہو، ساوی بیری والہؒ، بابا حسنین شاہؒ کے مزار جابہ کے گردونواح میں ہیں۔

۱۸۵۷ء میں جابہ کو تحصیل کا درجہ دے کر ضلع شاہپور سے ملایا گیا۔اس کے بعد اسے جہلم سے بھی منسلک کیا گیا۔

فتح اللہؒ ہمدانی:

آپ انگہ کے رہنے والے تھے اور اہل علاقہ کی عقیدت اور منت سماجت پر جابہ میں مستقل قیام کیا،آپ ہمدانی سید حضرت شاہ بلاولؒ کی اولاد سے تھے۔آپ لوگوں کے لئے دعا فرماتے اور بارش ہو جاتی۔آپ کا مزار جابہ کے مشرق میں واقع ہے۔

چشمہ غربی:

جابہ کے مغرب میں ایک چشمہ ہے جسے مقامی لوگ استعمال کرتے ہیں۔
اس کے علاوہ کئی ایک مقامات پر چٹانیں بالخصوص تہہ دار چٹانیں موجود ہیں۔

ڈھوک چال:

ڈھوک چال داخلی پیل ہے لیکن انتظامی تقسیم سے ڈھوک چال جابہ سے منسلک ہے۔ڈھوک چال پر پچاس سے زائد گھرانے آباد ہیں۔ڈھوک چال کے نزدیک ایک نہایت خوبصورت پہاڑی سلسلہ ہے دامن کوہ مشہور نالہ بہتا ہے جس کا پانی نیچے جا کر کٹھہ کی زمین سیراب کرتا ہے،کیری والے پہاڑ کے ساتھ نیچے اتر کر مندر ہے اور مندر کے ساتھ ایک چشمہ ہے۔

زنگھ پھوار:

یہ ڈھوک چال کے نزدیک ایک چشمہ ہے جہاں ایک خوبصورت باغ اور پرندے ہیں۔ ملک بابر اعوان نے یہاں مختلف نسلوں کے پرندے پال رکھے ہیں، نزدیک ایک مندر ہے جو ہندوں کا نہایت مقدس مندر ہے۔اس چشمے کا پانی نیچے جا کر پھوار کی صورت گرتا ہے۔شام کے وقت یہاں بیٹھ کے دو پل خاموشی اور نیچے آبشاروں سے ایک مسحور کن احساس پیدا ہوتا ہے۔جی چاہتا ہے کہ یہ لمحات یہیں رک جائیں۔یہاں پر نزدیک ایک لمبی پگڈنڈی ہے جسے ارارہ سے آنے والے لوگ استعمال کرتے ہیں اسے پل صراط کہتے ہیں دراصل یہ اتنی تنگ پگڈنڈی ہے کہ ذرہ سی لاپرواہی پر آپ نیچے ہزاروں فٹ گہرائی کی نظر ہو سکتے ہیں۔

وادی کی سیر زنگھ پھوار دیکھے بغیر نامکمل ہے۔یہاں آنے کے لئے جابہ کے علاوہ سوڈھی جے والی سے بھی رستہ آتا ہے۔اس علاقے میں خطرناک جنگلی جانوروں کی بہتات ہے جن میں چیتا وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں اس لئے اندھیرا چھانے سے پہلے یہاں سے نکلنا بہتر ہوگا کیونکہ رات کا سفر خطرے سے خالی نہیں۔

www.Awans.com.pk

پیل

خوشاب سے چکوال روڈ پر پیل واقع ہے۔پیل کی آبادی دس ہزار سے زیادہ ہے۔پیل ونہار کی آخری حد پر واقع ہے البتہ انتظامی اعتبار سے پیل وادی سون سے متصل ہے۔

پیل میں خواجہ نوریؒ کی اولاد پیر اچھاؒ کی کرامت سے ایک چشمہ رواں ہے جس سے پھنسی پھوڑے کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔اس کے علاوہ ثریا نوالہ چشمہ بھی ہے۔

پیل میں خواجہ نوریؒ کے علاوہ پیر اچھاؒ، میاں بگھوؒ اور میاں بوٹاؒ کی خانقاہیں ہیں۔پیل میں حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی کی اولاد آباد ہے جو قصیٰ بن کلابؓ کی اولاد سے ہیں۔ اس خاندان کے بزرگ حضرت پیر علی قتالؒ ملتان سے تشریف لائے اور حضرت خواجہ نوریؒ کے مزار کے قریب جھونپڑے میں ریاضت کی جھونپڑے کو سرائیکی میں پیل کہتے ہیں اسی مناسبت سے نام پیل پڑ گیا۔مولوی ولایت شاہ اور مولوی ہدایت شاہ بھی پیل میں آباد تھے آپ شعبہ درس وتدریس سے منسلک رہے۔

عبدالغنی ناز نامی شاعر کا تعلق بھی پیل سے بتایا جاتا ہے۔

www.Awans.com.pk

سجاد حسین ساجد:

سجاد حسین ساجد اعلیٰ پائے کے مصور ہیں ساجد نے وادی سون سمیت ملک کے کئی بڑے شہروں میں اپنی کاوشوں کی نمائش منعقد کی جنہیں بے حد پسند کیا گیا۔آپ نے تصویروں میں علاقے کی عکاسی کی اور علاقہ وادی سون کو دنیا بھر میں ایک منفرد انداز میں پیش کیا۔

سجاد حسین ساجد ملک کی بڑی اخباروں کے لئے کام کرتے ہیں جن میں خبریں ،نوائے جوہر وغیرہ شامل ہیں آپ کالم نویسی بھی کرتے ہیں اور اپنے مضامین میں وادی اور محروم طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

چیل میں پھلکاریاں لوہے کی کڑاہیاں ،قینچی،استرے وغیرہ بنائے جاتے ہیں جو علاقہ بھر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

کچر کدھر اور پیڑا کھاریاں:

چیل اور پدھراڑ کے درمیان خوشاب اسلام آباد شاہراہ پر یہ چھوٹی چھوٹی بستیاں آباد ہیں۔یہاں پر چھوٹے چھوٹے کئی چشمے بہتے ہیں جو نیچے دامن کوہ تک چلے جاتے ہیں۔کچر کدھر اور پیڑا کھاریاں خوبصورت پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔

www.Awaz.com.pk

پدھراڑ

ضلع خوشاب کی حدود کا آغاز ہوتا ہے۔پدھراڑ کے گرد و نواح میں ذرخیز میدان ہیں جہاں کی زمین فصلوں کے لئے انتہائی ذرخیز ہے خوبصورت پہاڑی سلسلے بھی اس کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔

پدھراڑ ضلع میں اہم سیاسی مرکز ہے۔پدھراڑ کئی سیاسی اور مذہبی شخصیات کی وجہ سے قومی سطح پر اپنی الگ پہچان رکھتا ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ ۱۹۷۰ء سے وادی سون کی سیاست کا محور اور اختیار کل یہی گاؤں ہے تو غلط نہ ہو گا۔

ملک کرم بخش اعوان:

ملک کرم بخش پاکستان کی مشہور شخصیت تھے آپ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے اور علاقے میں رفاہی کام کئے گورنمنٹ کالج نوشہرہ کیلئے خرید کر جگہ دی۔اس کے علاوہ رفاہی تنظیموں اور غریبوں کی مدد کے جذبہ سے سرشار تھے۔آپ نے تنظیم الاعوان کی بنیاد رکھی ۔پسماندگان میں ملک محمد بشیر نے ان کے سفر کو جاری رکھا۔

ملک نعیم خان اعوان:

جس مشن کا آغاز ملک کرم بخش نے کیا اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ملک نعیم خان کا نام سرفہرست ہے۔ملک نعیم علاقے کی ہر دل عزیز شخصیت ہیں جس کا واضح ثبوت ملک نعیم خان کی ۱۹۸۵،۱۹۸۸،۱۹۹۳ کے انتخابات

میں واضح اکثریت سے کامیابی ہے۔آپ وفاقی وزیر بھی رہے۔آپ نے علاقے کو تمام بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لئے دل و جان سے کوشش کی اور اہلیان خوشاب کے دل جیت لئے۔آپ نے وادی سون میں ترقیاتی کاموں کی وجہ سے انقلاب لایا بدقسمتی سے ان کی خرابی صحت نے ان کے کئی منصوبے مکمل نہ کرنے دیئے وگرنہ آج حالات مختلف ہوتے۔

ملک شاکر بشیر اعوان:

وادی سون کی ابھرتی ہوئی سیاسی شخصیت فخر اعوان ملک شاکر بشیر اعوان پدھراڑ کے مشہور سیاسی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اس گھرانے نے خوشاب کی سیاست پر شروع دن سے حکمرانی کی ہے لیکن جو اعزاز ملک شاکر بشیر اعوان کو اللہ پاک نے بخشا ہے لوگ صرف اس کی حسرت دل میں لیئے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

ملک شاکر بشیر خوشاب کے ضلعی نائب ناظم منتخب ہوئے اور خوشاب کی ترقی کے لئے دن رات کام کیا۔ کے انتخابات میں نور پور تھل کے حلقہ سے انتخاب لڑا اور پچاس ہزار سے زائد ووٹ لے کر ٹوانہ گروپ پر یہ واضح کر دیا کہ اب خوشاب کی سیاست میں ان کے دن گنے جا چکے ہیں اور ہوا بھی یوں ہی ۲۰۰۸ کے انتخابات میں ملک شاکر بشیر نے ٹوانہ گروپ کو شکست دے کر خوشاب پر اعوان برادری کی اجارہ داری قائم کر دی۔

محترمہ سمیرہ ملک:

محترمہ سمیرہ ملک نواب آف کالا باغ کی پوتی اور سابق صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری کی بھانجی ہیں۔آپ کی شادی پدھراڑ میں ڈی

www.Awans.com.pk

سی ملک طاہر سرفراز سے ہوئی۔آپ نے ۲۰۰۲ء میں علاقے کی مشہور شخصیت ملک عمر اسلم کو شکست دے کر سیاسی حلقوں میں تہلکہ مچایا۔محترمہ سمیرہ ملک وفاقی وزیر منتخب ہوئیں۔

محترمہ سمیرہ ملک نے ۲۰۰۸ء کے انتخابات میں ایک بار پھر ملک عمر اسلم اعوان کو زبردست مقابلے کے بعد شکست دی اس مقابلے میں وہ اپنے ترقیاتی کاموں کی بدولت کامیاب ہوئیں وگرنہ ان کی پارٹی پاکستان مسلم لیگ ملک میں سخت ناکامی سے دوچار ہوئی۔محترمہ ایسے حالات میں بھی کامیاب ہوئیں اور عوام کی خدمت کے لئے اللہ پاک نے ایک اور موقعہ عطا کیا۔

ملک محمد بشیر اعوان:

آپ ملک کرم بخش اعوان کے صاحبزادے ہیں آپ رکن صوبائی اسمبلی رہ چکے ہیں۔آپ نے علاقے کی ترقی کے لئے بہت کام کیااور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ ملک بشیر اعوان تنظیم الاعوان کے چیئرمین رہے۔آپ کی اعوان قوم کے لئے خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

ان کے علاوہ ملک جاوید اعوان بھی اب سیاست کے میدانوں میں بڑے معرکے سر کر رہے ہیں آپ صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے آپ کو ملک بشیر اعوان کی وفات کے بعد تنظیم الاعوان کا صدر منتخب کیا گیا ہے ۔ملک عمر اسلم اعوان بھی ممبر قومی اسمبلی رہ چکے ہیں۔

شیعہ علماء میں مولوی مہدی حسن علوی لکھنو سے تعلیم حاصل کر کے آئے۔جبکہ ممتاز حسین اعلیٰ پائے کے ذاکر تھے۔مولوی عطا محمد مشہور سنی عالم ہیں۔موجودہ نسل میں ماسٹر نصیر احمد نصیر شاعر ہوا کرتے ہیں۔

www.Awans.com.pk

دامن کوہ کی آبادیاں

پہاڑ سون کے دامن میں اعوان قوم سمیت متعدد برادریاں آباد ہو چکی ہیں اور کئی چھوٹے بڑے گاؤں ہیں ۔ان آبادیوں کا وادی سے براہ راست تعلق نہ سہی لیکن کسی نہ کسی طرح یہ وادی کا حصہ ہیں کیونکہ کبھی یہی لوگ وادی پر قابض تھے یا ان کی آماجگاہ تھی کچھ لوگ محض پہاڑوں کو چھوڑ کر میدانوں کی جانب نقل مکانی کر آئے۔

کٹھہ:

جنجوعہ راجگان کی آماجگاہ کٹھہ خوشاب اسلام آباد شاہراہ پر دامن کوہ میں واقع ہے کٹھہ کی آبادی پندرہ ہزار سے زائد ہے، یہاں کوئلے کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ چشمہ ست گھرا اور چشمہ اچھرا کے پانی سے یہاں فصلیں اور سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں۔یہاں تاریخی اہمیت کا حامل ست گھرا نہایت مشہور ہے۔کٹھہ میں ٹماٹر اور پیاز کی کاشت نے یہاں کے کسانوں کی تقدیر ہی بدل ڈالی یہ دونوں سبزیاں اگیتی کاشت ہوتی ہیں جس سے ملک بھر میں ان کی خصوصی مانگ ہوتی ہیں۔

منگوال:

کٹھہ سے للہ انٹر چینج شاہراہ پر منگوال کا چھوٹا سا گاؤں آباد ہے جس میں بابا مانگو کی اولاد آباد ہے منگوال میں بابا مانگو کا دربار پرانا سال والی چاڑھی کے

www.Awans.com.pk

قریب ہے۔آبادی ۵ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔بنیادی سہولتوں سے آراستہ منگوال کو دو بڑے مسائل کا سامنا ہے ایک تو سمینٹ فیکٹری سے آلودگی دوسرا سیم اورتھور آلود زمین مطلوبہ مقدار میں فصلیں نہیں دے پاتی۔

منگوال اور دیئوال کو رکھ شاہ بھبوٹ کے چشمے بھبوٹ گڑھ ،کلیرانوالہ ، پکی والہ اور انٹر والہ سیراب کرتے ہیں۔معروف سماجی شخصیت ملک حاجی احمد اعوان کاتعلق منگوال سے ہے۔

اراڑہ:

کٹھہ سے متصل پہاڑوں کے دامن میں چھوٹی سی آبادی اراڑہ آباد ہے جو داخلی تلی ہے۔ یہاں سے لوگ وادی میں پیدل سفر کرتے ہیں پرانے زمانہ میں براستہ چال اراڑہ خوشاب تک لوگ پیدل سفر کرتے تھے۔

یہاں کی اہم شخصیات میں پنجابی افسانہ نگار ملک شاہ سوار اور پنجابی شاعر ملک محمد اصغر اعوان شامل ہیں۔

ناڑی:

خوشاب سے اسلام آباد شاہراہ کے ساتھ ناڑی گاؤں آباد ہے یہاں کی آبادی آٹھ ہزار سے زائد ہے اور یہاں کی بیشتر آبادی اعوان قوم پر مشتمل ہے۔

تلی:

ناڑی کے شمال مغرب اور خانق آباد کے شمال مشرق میں تلی گاؤں آباد ہے تلی کی آبادی آٹھ ہزار کے قریب ہے۔

رُکھلہ:

رکھلہ منڈی چار ہزار آبادی کا چھوٹا سا گاؤں عالمی سطح پر کوہ نمک کی وجہ

سے اپنی الگ پہچان رکھتا ہے یہاں کھوڑہ کے بعد نمک کی دوسری بڑی منڈی ہے۔

وڑچھا:

دنیا میں نمک کے دوسرے بڑے ذخائر وڑچھا کے مقام پر ہیں ۔آٹھ ہزار آبادی کا یہ گاؤں تاریخ کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ہزاروں سال پرانی جنگ اسی گاؤں کے قریب ہوئی ۔قدرتی معدنیات کی دولت سے مالا مال یہ گاؤں بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔

دامن کوہ کے درجن کے قریب گاؤں ایسے ہیں جہاں ابھی تک ہائی سکول کی سہولت نہ ہونے سے علاقے کے نوجوانوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

یہاں پر لائم سٹون ،جپسم ،نمک،اور کوئلہ کے وسیع ذخائر موجود ہیں اور تیل کی تلاش کی جائے تو ممکن ہے کوئی ذخیرہ ہاتھ آجائے۔

وڑچھا کی مشہور گوتیں دوال،منگیال، پھلیال وغیرہ آباد ہیں۔یہاں کبھی صدیوں پرانی عمارتیں تھیں جو ہماری بے حسی سے زمانے کی دست و برد کا شکار ہو یہاں پیر جندوڈا شاہ کا دربار ہے جہاں ہر سال ۲۲ ماگھ عرس ہوتا ہے۔

چوحا:(CHOHA)

چوحا دامن کوہ کا خوبصورت ترین گاؤں ہے جہاں جدید طرز تعمیر کے نادر نمونے نظر آتے ہیں،یہاں اعوان قوم کی مشہور گوتیں ملکال،بھٹیال، چنگے خیل،خانوخیل ہیں۔

یہاں صوفی بزرگ میاں یار محمدؒ کا دربار ہے،جہاں ہر سال دیسی گھی سے دیگیں پکائی جاتی ہیں اور اس میں ہر سال ایک دیگ کا اضافہ کیا جاتا ہے اب یہ

تعداد ڈیڑھ سو سے تجاوز کر چکی ہے۔

ڈھوکڑی:

جبی کے غرب میں ڈھوکڑی گاؤں ہے یہاں بھی اعوان قوم آباد ہے یہاں سے بیشتر لوگ نقل مکانی کر کے سرگودھا کے مضافات میں آباد ہوئے۔

جبی:

دامن کوہ کا خوبصورت گاؤں جبی جوہر آباد کے مغرب میں واقع ہے۔یہاں اعوان قوم اکثریت میں ہے یہاں نزدیک چکی کے مقام پر پائنیر سیمنٹ فیکٹری ہے۔یہاں کی مشہور شخصیت پیر مہر ضیا گیلانی ہیں۔
یہاں پیر اقبال گیلانیؒ اور پیر شیر گیلانیؒ کا دربار ہے۔

www.Awans.com.pk

لمحہ فکریہ

پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگرام ٹو ارزم آف پاکستان کی ریکارڈنگ کے دوران پی ٹی وی کے نمائندے وجاہت ملک نے صرف عورتوں کے کام کرنے اور دو دو گھڑے سر پر اٹھانے کو لمحہ فکریہ قرار دیتے ہوئے سوچنے پر زور دیا،موصوف کی فکر بجا لیکن ہم ان کی بات کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

علاقے میں آج بھی اسلامی اقدار کا بول بالا ہے اورصدیوں سے مروج نظام پرعورتوں کوکوئی اعتراض نہیں یہاں عورتیں اپنے ہاتھ سے کام کوترجیح دیتی ہیں اور یہی وادی کی ثقافت ہے۔آپ وادی کے بڑے سے بڑے گھرانے کو دیکھ لیں آپ کو نوکر شاہی نظر نہیں آئے گی،خواتین گھر کا کام کاج خود کرتی ہیں۔دوسری بڑی وجہ علاقہ بارانی زمینوں پر مشتمل ہے اور بدقسمتی سے علاقے میں صنعت نام کی کوئی چیز نہیں علاقے کے جوان ملک کو کونے کونے میں مسلح افواج ،کارخانوں، صنعتی مراکز میں محنت مشقت میں مصروف عمل ہیں،آپ کو ہر گھر میں بزرگوں کے علاوہ خال خال ہی نوجوان ملیں گے۔ایسی صورت میں لمحہ فکریہ ان شہروں کے لئے ہے جہاں مرد جینے کو ترستے ہیں اور مردانگی ناشد۔

www.Awars.com.pk

نغمہ سُون

آ ڈھولا سون وکھاں ملکاں دی لاری تے
دنیا پئی ریس کرے اعواناں دی یاری تے

میں اتھاں تے ڈھول کھوائی اے
ڈاڈھڑی ریاں نال اساں لائی اے
رلے مرن جیون دی قسم چا چائی اے

میں اتھاں تے ڈھولا مڑوال اے
راہندا ہر ویلے اوہدا ای خیال اے
موہڈے رکھدا جھوا کالی شال اے

میں اتھاں تے ڈھولا جاہبہ موڑ اے
سانوں سجناں دی بہوں لوڑ اے
اوڑھ راہے نہ ونجے مین چھوڑ اے

آ ڈھولا سون وکھاں ملکاں دی لاری تے
دنیا پئی ریس کرے اعواناں دی یاری تے

www.Awans.com.pk

راویان

بھناکہ	ملک اللہ یار اعوان
پدھراڑ	غلام حسنین، نصیر احمد نصیر، ملک محمد نواز
کھبیکی	حیدر اعون، صفدر اعوان، ملک شفیق کینہ
مردوال	شاہ محمد تھانیدار، نور خان بارا، صاحب خان کورائی
کفری	ڈاکٹر محمد الطاف حسین
کلیال	ملک حق نواز
نوشہرہ	ملک صفت الحسن، چوہدری محمود حسین
ڈھاکہ	ملک محمد طارق
مصطفٰے آباد	ملک محمد ارشد
سرال	ملک محمد خان، ملک محمد طارق
احمد آباد	پروفیسر سید احمد سعید ھمدانی، ملک خالد محمود
جھوٹگیوالہ	ملک اللہ یار خان
سوڈھی	ملک شیر دل اعوان، حافظ محمد ناصر
چیل	سجاد حسین ساجد (نمائندہ روزنامہ خبریں)
چاہل	ملک احمد نواز
کھبٹی	محمد صدیق، پرنسپل (ر) محمد حیات
کوٹلی، اگالی	ملک مہر خان کورائی

www.Awans.com.pk

جابہ	ملک احسان اعوان، ملک محمد صفدر بارا
کھوڑہ	کرنل خالد اعوان، عطا محمد قریشی
جابلر	چیف ٹیک (ر) محمد نواز
سودھیاں	ملک حبیب نواز، ٹھیکیدار محمد اقبال
داوا گولڑہ	عطا محمد آف کھوڑہ
کورڈھی	کیپٹن (ر) ملک منصب خان، ملک ابو بکر ہاشمی
اچھالی	ملک سرخرو خان، ملک شیر افضل اعوان
چٹہ	ملک ممتاز نمبر دار
انگہ	پیر زادہ غلام میراں قاسمی، سکندر قاسمی، رشید قاسمی
دھدھڑ	محمد حسین قریشی، ملک محمد سلیم
کڑومی	ماسٹر عبدالرحیم، ماسٹر محمد فاروق
سرکی	منور حسین اعوان، پیر ماہی، ملک صفدر اعوان
حیات المیرؒ	محمد مقصود، گل محمد
امب شریف	میاں محمد ذاکر، ناصر سلطان
چھو شریف	حافظ طاہر سلطان، حامد سلطان
سلطان باھوؒ	اختر حسین شیخ (روزنامہ پاکستان)
ناڑی	امداد حسین شاہ، محمد نذیر
منگوال	حاجی احمد اعوان، حاجی سرور اعوان
وڑچھا/چوہا	ملک محمد بشیر اعوان
کٹھہ/ارارہ	ملک محمد اصغر، ملک گلباز
جبی/ڈھوکڑی	ملک احمد شیر اعوان

www.Awans.com.pk

حوالہ جات

وادی سون سکیسر	ملک محمد سرور اعوان
وادی سون سکیسر	احمد غزالی
مناقب سلطانی	صاحبزادہ سلطان حامدؒ
روزنامہ پاکستان لاہور	۱۹ جون ۲۰۰۷ء
تاریخ علوی اعوان	محبت حسین اعوان
ماہنامہ شان اعوان	مارچ ۲۰۰۳ء
. . . .	دسمبر ۲۰۰۲ء
شب مہتاب سرگودھا	مئی ۲۰۰۲ء
سوانح عمری ملک شیر دل	ارم ملک
عزت و اقبال	میجر جنرل (ر) شوکت ریاض
پاکستان آرمی وار ۱۹۶۵	میجر جنرل (ر) شوکت ریاض
ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ	قرآن نمبر
ہفت روزہ نوائے جوہر	۴ نومبر ۲۰۰۸ء

www.Awans.com.pk

شجرہ نسب شاہ دل اعوان

(مصنف)

شاہ دل اعوان بن عطا محمد بن غلام محمد آرٹسٹ کا بن شاہ نواز بن امیر باز بن شیر باز بن عطا محمد بن فلک شیر بن الٰہی بخش بن فیض بن شیر باز بن سارنگ بن سجاول بن حبیب بن امیر بن میاں محمد محمدال بن قائم دین بن اللہ دتہ بن مرد بن ہڑپال بن پنڈر بن جسا بن ڈیوس بن کہلان بن ایاد بن مراد خان (مرداول) بن انور بن طور خان توری بن سندوج بن بدر دین بدھ بن عبداللہؒ گولڑہ بن عون قطب شاہؒ بن قاسم علیؒ باللہ بن حضرت حمزہ علویؒ بن حضرت طیار علویؒ بن قاسم علویؒ بن علی علویؒ بن حضرت جعفر علویؒ بن حضرت حمزہؒ اول بن حضرت حسنؒ بن حضرت عبداللہؒ بن حضرت عباسؓ بن شاہ علیؓ شیر خدا۔

شاہ دل اعوان کا دوسرا شعری مجموعہ

زخم تازہ ہیں

ایک خوبصورت مجموعہ

جلد آرہا ہے

www.alturka.com